امیر ملت قبلہ عالم حضرت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
مسجد نور
علی پور سیداں شریف
زیر سرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاونڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی

شیخ معزالدین فاؤنڈیشن لاہور

No.	Issue	No.	Issue	No.	Issue
1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

جماعت نمبر

زیر سرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب ظلہم
بنظر عنایت حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
زیر حمایت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب ظلہم علیپوری

انوار الصوفیہ

قصور

اکتوبر و نومبر ۱۹۶۸ء

ایڈیٹر :—
غلام رسول گوہر جماعتی

مدیر معاون :—
مولانا عبد العزیز نقشبندی مرتضائی قصوری

فہرست

جلد ۶۰ — اکتوبر و نومبر ۱۹۶۸ء — شمارہ ۱۱/۱۲

بدل اشتراک

سالانہ	پانچ روپے
معاونین سے	دس روپے
سرپرست حضرات سے	بیس روپے

بھارتی حضرات چندہ پتہ ذیل پر ارسال فرما کر ڈاکخانہ کی رسید ہمیں ارسال فرمائیں۔

حاجی محمد طاہر صاحب جماعتی۔ محلہ تمباکو والا مراد آباد۔ یو پی۔

○

یہ سرخ نشان نشان اگر آپ کے رسالے میں ہے تو یہ آپ کے چندہ ختم ہونے کا نشان ہے۔ مہربانی فرما کر اولین فرصت میں مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں یا وی پی طلب فرمائیں۔ (منیجر)

(محمد اسلم پرنٹر نے لاہور آرٹ پریس میں چھپوا کر غلام رسول گوہر نے قصور کوٹ عثمان خاں قصور سے شائع کیا)

نعت

(درد کاکوروی)

معراج کی شب تھی اسریٰ کی۔ اسرار کا عالم کیا ہوگا

قوسین کے جلوے کہتے ہیں۔ انوار کا عالم کیا ہوگا

جب جالیاں بالکل سامنے ہوں۔ انوار کا عالم کیا ہوگا

جب ساقیٔ کوثر ساغر دیں۔ مے خوار کا عالم کیا ہوگا

اوحیٰ سے ہے ظاہر شانِ نبیؐ۔ اللہ سے خلوت صلِّ علیٰ

کیا عقل بتا سکتی ہے بھلا۔ دیدار کا عالم کیا ہوگا

بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ۔ ہے ان کے کرم کی دھوم مچی

خالق کی قسم ہے حضرتؐ کے دربار کا عالم کیا ہوگا

سرکارِ دو عالم صلِّ علیٰ۔ تقدیر سے میرے گھر آئیں

ہنگامِ مسرّت دردؔ مرے۔ گھربار کا عالم کیا ہوگا

(ڈاکٹر ذرد کاکوروی)

حضرت آدم علیہ السّلام کی اولاد جس طریقے سے بڑھ رہی ہے یہ توالد وتناسل کا عام طریقہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر اس لئے عام طریقے کے خلاف بھی واقعات ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ ذکریا علیہ السّلام نے خدا سے دعا مانگی۔ قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء مجھے پاکیزہ بیٹا عطا فرما تو دعا کا سُننے (قبول کرنے) والا ہے۔ تو نماز پڑھتے میں فرشتے نے بیٹا ہونے کی خوشخبری سُنائی۔ ذکریا علیہ السّلام نے عرض کیا۔ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے ایسی صورت میں بیٹا کیسے ہوگا۔ خدا کی طرف سے جواب ملا۔ کذٰلک اللہ یفعل ما یشاء اللہ اس طرح جو چاہتا ہے کرتا ہے یعنی کن فیکون سے اللہ کی قدرت ظاہر ہے۔ ادھر حکم دیا اُدھر کام ہوگیا۔

عام طریقے کے خلاف۔ اسی طرح حضرت فاطمہؓ کو حیض نہیں آتا تھا۔ امام المحدثین ابو عبداللہ عرف حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں لکھا ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے بتول کے معنی پوچھے گئے۔ تو حضورؐ نے فرمایا جس نے سرخی نہ دیکھی ہو الیی جس کو کبھی حیض نہ آیا ہو۔ غرض اللہ ہر چیز پر قادر ہے کسی طریقے کا پابند نہیں۔ طرہ یہ کہ خدا نے پتھر سے اونٹنی نکال دی جس کا قرآن شریف میں تذکرہ ہے۔ غرض عام طریقے کے خلاف اگر کوئی بات واقع ہو تو اس سے انکار کر دینا گویا خدا کی قدرت سے انکار کرنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش بھی عام طریقے کے خلاف ہوئی۔ فرشتے نے حضرت مریمؑ سے کہا خدا کی طرف سے بیٹا ہونے کی خوشخبری سُنو۔ حضرت مریمؑ نے کہا مجھ کو تو کسی آدمی نے چھوا بھی نہیں۔ فرشتے نے کہا چھوا نہیں تو کیا ہوا۔ اللہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ہو جا۔ وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اللہ نے لاتبدیل لکلمات اللہ فرمایا ہے تو یہ اللہ کے کلموں کے لئے ہے قدرت کے لئے نہیں۔ یعنی خدا کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ اللہ کے کلموں اور طریقوں کو بدل سکے۔ یہ صرف اور صرف اللہ ہی کو طاقت و قدرت حاصل ہے اگر بالفرض محال لاتبدیل لکلمات اللہ سے یہی مطلب ہے تو اللہ نے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت بھی تو فرمایا ہے۔ یہاں اللہ میاں مٹانے (بدلنے) کو کہہ رہے ہیں اور اس کی جگہ دوسری بات لکھ دینے کو بھی فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد وعندہٗ ام الکتاب (اور اس کے پاس لوح محفوظ ہے) وہ خالق ہی کیا جو تقدیر کی تبدیلی پر قادر نہ ہو اسی واسطے حدیث شریف ہے لایرد القضاء الا الدعاء (قضا کو کوئی چیز رد نہیں کر سکتی مگر دعا) اس کی صراحت میں حدیث شریف ہے ان احادیثی ینسخ بعضھا بعضاً کنسخ القرآن (میری حدیثیں قرآن کی طرح ایسی ہیں ایک دوسرے کو منسوخ کرتی ہیں (دیکھئے کتاب تجرید الاحادیث ص۳) یہ تضاد نہیں بلکہ وقت کے اعتبار سے، ضرورت کے نقطہ نظر سے، موقع کے لحاظ سے اللہ اپنی قدرت کے کرشمے دکھلاتا رہتا ہے۔ تلاش ان کرشموں

ضابطۂ حیات

(الحاج شاہ عبدالحامد قادری بدایونی)

ایک انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کائنات سے اس کا رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور جس طرح ایک عمارت کی بنیادی اینٹ اگر غلط رکھ دی جائے تو وہ پوری عمارت عیب دار ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح ایک نوزائیدہ انسان کی نگہداشت پرورش اور تربیت و تعلیم کا معاملہ بھی ہے۔

اسلام کو ایک مکمل دین اور ایک مکمل اور جامع مانع ضابطۂ حیات اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک انسان کی پیدائش سے اس کی موت تک ہر ہر قدم رہنمائی کرتا ہے۔ وہ زندگی کا ایک پاکیزہ ترین تصور اور زندگی کو سہل ترین بنانے کے لئے آسان اور مربوط ایسا با قاعدہ ضابطہ ہمیں دیتا ہے جس کا اتباع کرکے ہمیں روحانی عظمتوں کے ساتھ ساتھ جسمانی پاکیزگی اور لطافت میسر آتی ہے ——

مولانا کے اس مضمون میں یہی نشاندہی کی گئی ہے ——————————

جب کسی مسلمان کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کے نہلانے دھلانے کے بعد داہنے کان میں اذان بائیں میں اقامت حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان دی تھی فرمائی۔ اگر گھر کا کوئی بزرگ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔ بچہ کے کان میں سب سے پہلے جو آواز جائے وہ خدا کا نام ہو۔

علماء نے اذان و اقامت کے علاوہ ذیل کی دعائیں پڑھنے کے لئے نقل فرمائی ہیں:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ بَرًّا تَقِیًّا وَّاَنْبِتْہُ فِی الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اُعِیْذُہٗ بِاللّٰہِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُہٗ بِکَ وَذُرِّیَّتَہٗ مِنَ الشَّیْطَانِ۔

یعنی اے اللہ تو اس کو نیک اور پاک کر اور اسلام میں اچھی طرح نشو و نما پائے یعنی اس بچہ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو حسد کرنے والوں کی برائی اور حسد سے پاک اور بے نیاز ہے۔ خداوندا اس بچہ اور اس کی ذریّت کو شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

عقیقہ۔ عقیقہ کرنا سنت ہے اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی عقیقہ کا دستور تھا اس وقت جانوروں کا خون بچہ کے سر سے لگایا جاتا۔ اسلام چونکہ اس قسم کی خرابیوں کو دور کرنے آیا ہے۔ اس لئے حضور پاک نے جاہلیت کی بری رسموں کو مٹا کر جو عمدہ باتیں تھیں انہیں باقی رکھا۔ گھر کے بزرگ کو چاہیئے کہ وہ اذان وغیرہ دے کر شہد یا کھجور، چھوارہ چبا کر بچہ کے تالو میں لگا دے۔ پیدا ہونے کے بعد سے ساتویں دن عقیقہ کرنا

چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے ساتویں دن نہ ہو سکے۔ تو چودھویں دن یا اکیسویں دن کرے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا دو مینڈھے، اور لڑکی کی جانب سے ایک جانور۔ قربانی کی طرح صحیح و تندرست اور فربہ ہونا چاہیئے سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے عقیقہ میں دو مینڈھے قربان فرمائے حضور نے سیدہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ بچوں کے سر منڈا کر بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردیں۔ عقیقہ کا جانور باپ خود ذبح کرے اور اگر کوئی غیر بھی کردے تو جائز ہے۔ ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ اِبْنِيْ فُلَانٍ (یا بِنْتِيْ فُلَانَة) دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَآءً لِّاِبْنِيْ (یا لِبِنْتِيْ) مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

اگر لڑکا ہے تو فلاں کی جگہ اس کا نام لیں۔ لڑکی ہے تو اس کی ضمیروں کا فرق کرلیں۔ عقیقہ کا گوشت ایک تہائی خیرات کردیں۔ باقی دو تہائی کچا تقسیم کردیا جائے یا پکا کر احباب و اعزہ کو کھلائیں۔ ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی یہ لوگ جو گوشت نہیں کھاتے اس کی غرض فقط یہ ہے کہ اپنے بچہ کی جان کا فدیہ و صدقہ تھا خود اپنے صدقہ میں سے بلا ضرورت کیوں کھائیں۔ لیکن شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ جانور کی ہڈی نہ توڑنی چاہیئے۔

ساتویں دن نام رکھنا بھی سنت ہے۔ حضور پاک اور آپ کے صحابہ رض کے ناموں پر نام رکھنا چاہیئے۔ گھاسی، بدھو، نتھو، خیرو، ٹلو، کلو وغیرہ جیسے مکروہ ناموں سے احتراز چاہیئے۔ قبیح اور خراب ناموں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔ نام کی تاثیر نام والے کے اندر ہوتی ہے۔ برے اسماء کا اثر بچہ کی عادات و اطوار پر پڑتا ہے۔

اگر انسان کو مقدور ہو تو اس موقعہ پر دعوت و ضیافت کرسکتا ہے جس کی ممانعت نہیں ایسے موقع پر سودی قرض لے کر تقریبات کرنا معصیت ہے۔

احادیث عقیقہ

(۱) عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَاْسُهٗ (ترمذی)

(۱) حسن رض سمرہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے رہن رہتا ہے ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور سر منڈایا جائے۔

(۲) عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ

(۲) حضرت سلمان بن عامر الضبی رض روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سے سنا آپ نے فرمایا کہ لڑکے کی ولادت کے ساتھ عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور

الاذٰی۔ (رواہ البخاری) بالوں وغیرہ کی گندگی دور کرو

؎ بطن مادر میں بچہ جن آلائشوں کے ساتھ ہوتا ہے اُسی کو لے کر باہر آتا ہے جب تک صاف نہ کیا جائے گا۔ گندگی رہے گی۔ اسی لئے غسل وختنہ وغیرہ کا حکم دیا گیا ہے۔

(۳) وَفِی رِوَایَۃِ اَبِی دَاوٗدَ وَالنَّسَائِی قَالَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ یَّنْسُکَ عَنْہُ فَلْیَنْسُکْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَیْنِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ

(۳) ابوداؤد ونسائی میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو میں دوست رکھتا ہوں کہ اُس کی جانب سے قربانی کی جائے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری

ختنہ۔

ختنہ شعار اسلامی ہے۔ بہتر ہے کہ چھوٹی عمر میں ختنہ کیا جائے۔ فقہا نے حکم دیا جو لوگ ختنہ ترک کریں اُن سے بادشاہِ اسلام مقاتلہ کرے اس کے لئے کسی خاص وقت کا تعین نہیں۔ البتہ اگر ابتداً کر دیا گیا تو بہت سے امراض کا انسداد ہو جائے گا۔

تربیت اطفال و رضاعت

بچوں کی تربیت کا مسئلہ اس دور میں مختلف صورتوں کے ساتھ دائر ہے۔ جن پر نقد وتبصرہ کا یہ محل نہیں۔ ہمیں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ والدین کے لئے بچوں کی تربیت کا زمانہ وہ ہوتا ہے کہ اگر بچوں کو صحیح راستہ پر لگایا جائے تو بچے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں والدین کے لئے سب سے ضروری مسئلہ یہ ہے کہ اُن کے سامنے خود بہتر نمونہ پیش فرمائیں تاکہ ان کی ذہنیت وطبیعت پر دوہرا اثر ہو۔ ایک کام سے ماں باپ بچہ کو منع کر دیں اور خود اس کے عامل ہوں۔ بچہ فطرتاً خیال کرے گا کہ اگر یہ چیز بُری ہوتی تو سب سے پہلے ماں باپ اُسے ترک کرتے۔

بچوں کے دل پر ماں باپ ابتدا سے جو نقش قائم کریں گے وہ دیرپا ہوگا۔ اگر انسان کے دل میں والدین نے نیک باتیں ڈال دیں تو سعادت دینی ودنیوی ان کو حاصل ہو گی۔ اور اگر غفلت سے اولاد بگڑ گئی۔ بدوں کی صحبت میں پڑی رہی تو ضرور خدا کی نافرمانیاں کرے گی۔

بچہ جب زبان کھولے تو سب سے پہلے اللہ کہلوائیں۔ اور آہستہ آہستہ اس کو نیک و بد سے واقف کریں۔ بات بات پر بچوں کو مارنا غلط ہے۔ بجائے مہمل اور بے اصل طوطا مینا کی کہانیاں سنانے کے مذہبی، اخلاقی، اصلاحی، تاریخی قصے سنائے جائیں۔ تاکہ قلب میں ابتدائے جوشِ مذہب پاس غیرت عزم واستقلال شجاعت و ... اطاعت الٰہیہ۔ محبت نبویہ کے جذبات

پیدا ہوں۔ اگر اس رنگ پر بچوں کی تربیت کی جائے تو پھر یہ بچے آگے چل کر قوم کے بہترین فرزند کہلائے جا سکتے ہیں۔

کوئی اسکول یا مدرسہ بچوں کی زندگی کی اصلاح اس وقت تک نہیں کر سکتا۔ جب تک والدین اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کریں۔ ماں باپ کی آغوش در اصل بہترین تربیت گاہ ہوتی ہے۔

رضاعت (آیات)

(۱) وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

(۱) جو شخص اپنی اولاد کو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے تو اس کی خاطر مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں جس کا وہ بچہ ہے اس دستور کے مطابق ماؤں کا کھانا کپڑا دینا لازم ہے کسی کو تکلیف نہ دی جائے۔ مگر وہیں تک کہ اس کی گنجائش ہو۔ ماں کو بچہ کی وجہ سے نقصان نہ پہنچایا جائے (دودھ پلانے کا نان و نفقہ جیسا اصل باپ پر ہے) ویسا وارث پر ہے۔ اگر وقت سے پہلے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔ اگر (دایہ کا) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق جو دینا طے کیا تھا ان کے حوالے کردو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ جان لو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

ان آیات میں رضاعت کے مسائل وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ دودھ پلانے والی عورتوں میں حتی الامکان ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اُس کے اطوار کیسے ہیں۔ حسب نسب کیا ہے تاکہ بچہ پر ان امور کا اثر نہ پڑے۔ جس طرح دودھ کی خرابی کا اثر بچہ کی صحت پر ہوگا اسی طرح اعمال و اطوار کا اثر بچہ کے عادات پر ہوگا۔ دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ جس کے احکام اس آیت میں بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ماں معذور نہ ہو تو اس کے ذمہ دودھ پلانا واجب ہے۔ اگر طلاق کے بعد عدت گذر چکی تو بلا اُجرت دودھ پلانا واجب نہیں۔ دوسروں کی مثل اگر اجرت مانگے تو باپ کو دینا ہوگی۔ اگر ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو اس کو مجبور

نہ کیا جائے گا۔ ہاں اگر پلانا چاہے تو باپ کو جائز نہیں کہ وہ دوسری عورت کا دودھ پلوائے ماں کے ہوتے بچہ کا خرچ باپ کے ذمہ ہے۔ اس کے بعد اگر بچہ کا مال ہو تو اُس سے، ورنہ اُس کے اعزہ وغیرہ کے ذمہ۔ مُشرکہ و نصرانیہ عورت کا دودھ ہرگز نہ پلائیں۔

احادیث

(۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ (رواہ مسلم)

(۱) حضرت انسؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کا ان کے بالغ ہونے تک کفیل رہا قیامت کے روز میں اور وہ شخص اس طرح ہوں گے جیسے میری انگلیاں (یعنی میں اور وہ قریب ہوں گے)

(۲) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ اُنْثٰی فَلَمْ یَئِدْھَا وَلَمْ یُھِنْھَا وَلَمْ یُؤْثِرْ وَلَدَہٗ عَلَیْھَا یَعْنِی الذُّکُوْرَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّةَ (رواہ ابوداؤد)

(۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا جس کے ہاں بیٹی ہو اس نے اُس کو نہ تو زندہ درگور کیا نہ ذلت کی حالت میں رکھا نہ اولاد ذکور کو اس پر ترجیح دی خدا تعالے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

تعلیم وادب

(۳) عن جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ (رواہ الترمذی)

(۳) حضرت جابر بن سمرہؓ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا۔ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع خیرات سے بہتر ہے یعنی چھوٹی چھوٹی تادیبی باتوں پر بھی ثواب ملے گا۔

(۴) عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ (رواہ الترمذی)

(۴) حضرت ایوب بن موسیٰؓ اپنے والد سے راوی ہیں اور وہ اپنے جد سے کہ حضورؐ نے فرمایا کسی والد نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔

(بقیہ صہ ۱۲) صحبت ناقص کا اثر دیر تک رہتا ہے جیسا کہ بھنگی غلاظت لے کر پاس سے نکل جاتا ہے لیکن بدبو اس کی دیر تک دماغ کو خراب کرتی رہتی ہے یا جیسے کہ عورت حسین پاس سے گذر جائے تو اس کے دیکھنے کا اثر دیر تک خراب کرتا ہے اسی طرح ہر بُری صحبت کا اثر بعد فراق صحبت بھی رہا کرتا ہے۔ ✲

ایں سخن از گوشِ دل ... گوش کن ایجانہ دار دہیچ سود

فکرِ امروز

(رشحاتِ قلم حضرت مولٰنا کلیم صاحب جماعتی نقشبندی۔ حیدر آبادی سیالکوٹ چھاونی)

بناوٹوں کے کھلونے نہیں ملے مجھ کو بڑے خلوص سے دل کا رباب لایا ہوں

اگر آدمی خود ٹھیک ہو جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس مختصر جملے کی تشریح و تفصیل یہ ہے کہ آدمی کو مذہبی اعتقادات میں پختہ اور اقوال و اعمال میں شائستہ ہونا چاہئیے تاکہ دنیاوی و اخروی معاملات سلجھ جائیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آدمی خود اپنے علم، تجربات و مشاہدات سے کام لیکر اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے اعمال و عادات و اطوار کے حسن و قبیح سے آگاہ ہو۔ بقول علامہ اقبال ؎

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

جب ہر شخص اپنے اعمال کا خود محاسبہ کرے گا تو یقیناً معائب ترک کرتا جائے گا۔ اور محاسن اُس کی ذات میں نمایاں ہوتے جائیں گے۔ عہد حاضر میں ہماری متمدن دنیا طرح طرح کی اُلجھنوں میں جکڑی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور ایسے ایسے کٹھن مسائل سے ہمکنار ہے کہ جن سے عہدہ برآ ہونا محال معلوم ہوتا ہے۔ یہ مسائل زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہیں۔ ان میں اتنی شدت ہے کہ آدمی کے لئے صحیح راستہ متعین کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ اور ایسی فضا پیدا ہو گئی ہے کہ آدمی صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے میں پس و پیش کرنے لگا ہے۔

ہم اسلامیانِ پاکستان بھی اس حالت سے باہر نہیں ہیں۔ اگرچہ ہمارے مخلص رہنماؤں نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا اور برصغیر کے مسلمانوں نے بیش بہا جانی و مالی قربانیاں اس کے لئے پیش کی تھیں اور طرح طرح کی اذیتیں برداشت کی تھیں۔ اس کا مدعا یہ تھا کہ اس خطۂ ارضی پر بسنے والے تمام حلقہ بگوشانِ اسلام اللہ اور اللہ کے رسول خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی اطاعت اور پیروی میں سرگرم عمل رہیں گے۔

مگر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہم ابھی تک حصول مدعا کے لئے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکے اور بدیسی حکومت اور اس کے عمّال نے اپنے قیام کی مدت میں جو قباحتیں یہاں در آمد کیں۔

اور ان کی رنگا رنگ طریقوں سے نمائش و اشاعت کی اور جاتے ہوئے یہاں چھوڑ گئے۔ ان کے باستثنائے چند (جائیداد متروکہ سمجھ کر) سب ہی قابض و متصرف ہو گئے۔ بقول ریاض خیر آبادی

تمناؤں میں الجھا یا گیا ہوں
کھلونے دے کے بہلا یا گیا ہوں

یہ بات کوئی فال نیک نہیں ہے۔ جس طرح ہم نے ان کو اور بدیسی حکومت کی عملداری کو دیس نکالا دیا ہے۔ اس سے زیادہ شدت و طاقت سے ان کی تمام برائیوں کا قلع قمع کرنا چاہیئے۔ بر خلاف اس کے اگر ان کی سر پرستی کی جائے تو کتنے تعجب کا مقام ہے۔

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

برطانوی عمال حکومت کا مقصد تو یہ تھا کہ اس برصغیر میں بسنے والی اقوام بالخصوص مسلمان جن کا ضابطہ حیات مکمل، آئین اخلاق مدون، اخوت عالم گیر ہے۔ اپنے مذہب سے بے بہرہ، دین سے بیگانہ اور ان اوصاف حمیدہ سے عاری ہو جائیں جو ایک مسلمان کا طرۂ امتیاز ہیں۔

اس غرض کی تکمیل کے لئے انہوں نے ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا اور کسی حد تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گئے۔ تاہم چند پاکیزہ نفوس نے جن کی آنکھیں نور بصیرت سے روشن اور دل اسرار و رموز حقیقت سے باخبر تھے اپنی قوم کی بدخواہی کے خلاف بدیسی حکمرانوں سے پُر زور احتجاج کیا۔ اور قوم کو اس خوش نما فریب سے آگاہ کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ مگر ایک زبردست اکثریت کو متاثر کرنا معمولی بات نہ تھی۔ ان کی کوششیں قابل قدر قرار رہیں۔ اور قوم کے سر ان کے عظیم احسان سے زیر بار رہی ہیں۔ مگر یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اس کے لئے قوم کے ہر فرد کو پیہم کوشش کرنے کی ضرورت اب بھی ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے۔

اغیار کی شکایت ہر طرف ماضی کا ماتم در کنار۔ حال کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں خود ایسی اشکال اور کیفیات ملیں گی کہ جن کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔ مثلاً ہمارے ملک کے عوام میں علم کی کمی بالخصوص علم دین کا فقدان، دین سے بیگانگی، انسانیت کی بے حرمتی، خون انسانی کی ارزانی، نشیات کا عام استعمال، صنف نازک کی بے پردگی نیم عریاں و فحش تصاویر کی نمائش و اخلاقی جرائم کی کثرت، سمگلنگ، چور بازاری، ذخیرہ

اندوزی، حصولِ زر کے ناجائز ذرائع کی تخلیق، شوقِ سینما بینی، مخرب اخلاق تصاویر کی بڑے پیمانے پر اشاعت، ناجائز جنسی تعلقات کے میلانات وغیرہ وغیرہ۔

غرض کن کن خرابیوں کا ذکر کیا جائے۔ ہمیں ان سب کے خلاف کمر ہمت باندھ کر میدانِ عمل میں اتر آنا چاہیئے۔ پھر کہیں ایسے معاشرے کے ظہور میں آنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ جسے "صالح معاشرہ" کہہ سکیں اور یہی پاکستان دوستی ہے۔

اس وقت ساری دنیا کی نگاہیں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں۔ اور پاکستان کو مثالی کردار ادا کرنا ہے۔ کیونکہ پاکستان ہی اسلامی مملکتوں میں سب سے بڑی مملکت ہے۔ اسے اپنے ہر عمل سے ان کی رہنمائی کا فخر بھی حاصل کرنا ہے۔ اور اپنے بدخواہوں پر بھی یہ واضح کرنا ہے کہ پاکستان نوزائیدہ مملکت ہونے کے باوجود ایک نیا معاشرہ تشکیل دینے اور معاشرے کی دیرینہ خرابیاں دور کرنے میں کامیاب ہو گیا اور قوتِ عمل میں اقوامِ عالم سے بازی لے گیا۔

ہمیں ایک بار پھر دنیا کو یہ بتا دینا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان نے ہمیشہ عزت و وقار سے زندگی بسر کی ہے۔ اس کی تہذیب اس کی اپنی ہے وہ اس کے لئے کسی قوم کا مرہونِ منت نہیں۔ اس کی معاشرت سب سے الگ ہے۔ اس کا ضابطہ حیات مکمل ہے۔ اس کا اپنا مقام الگ ہے۔ مگر یہ اسی وقت ممکن ہے۔ جب ہم سب اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں۔ یعنی اللہ کی کتاب سے نورِ ایمان حاصل کریں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی اختیار کریں۔

ہمیں یہ بات ہرگز فراموش نہ کرنی چاہیئے کہ قوم افراد سے بنتی ہے۔ اگر افراد اوصافِ حمیدہ کے حامل ہوں تو قوم کو شہرتِ نیک، ترقی و بقا حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ قعرِ مذلت میں گر کر فنا ہو جاتی ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

لہٰذا جمیع صغار و کبار، ذکور و اناث، عالم و عامی، مفلس و زردار دیانت داری سے آئینِ اسلام کے مطابق حسنِ عمل کی طرف گامزن ہو کر اقوامِ عالم میں سربلند و فائز المرام ہوں۔ تاکہ پاکستان جو صدیوں کی جد و جہد اور مالی و جانی عظیم قربانیوں کے بعد ہمیں انعامِ خداوندی میں ملا ہے پائندہ و تابندہ رہے۔

من نہ گویم کہ ایں بکن آں کن مصلحت بین و کار آساں کن

صحبت بد کے نقصانات

(حضرت معین الملت مولانا الحاج حافظ سید عید حسین شاہ صاحب علی پوری)

اے عزیز! جس طرح صحبت نیک کے فائدے بے شمار ہیں اس سے بدرجہا زیادہ نقصانات بُری صحبت کے ہیں۔ بُری صحبت کے اثرات دنیا میں سزا تکلیف اور رسوائی کا باعث ہوتے ہیں۔ اور در بدر خراب کرتے ہیں اور عاقبت میں عذاب الٰہی کے باعث ہوتے ہیں۔ صحبت نیک کا اثر کچھ دیر سے ہوا کرتا ہے اور صحبت بد کا اثر فوراً ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحبت نیک بارش کی طرح ہے کہ اس کے کچھ عرصے بعد زمین سرسبز ہوتی ہے۔ لیکن انجام اس کا سراسر خیر ہوتا ہے۔ اور بُری صحبت مثال آگ کے ہے کہ فوراً ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ صحبت نیک کا اثر اس واسطے دیر سے ہوتا ہے کہ بشر مادۂ شر سے پُر ہوتا ہے اور خیر سے خالی لہٰذا شر کو شر بوجہ ہم جنس ہونے کے فوراً اخذ کر لیتا ہے۔ اور مادۂ شر خیر کو بوجہ غیر جنس ہونے کے جلد نہیں قبول کرتا۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں ؎ میل ہر جزئے بجزوے می نہد + زاتحاد ہر دو تولید سے جہد

ہر جز اپنے جز کی طرف مائل ہوتی ہے اور دونوں کے مل جانے سے نئی بات پیدا ہوتی ہے

ہر یکے خواہاں دگر را ہمچو خویش | از پئے تکمیل فعل و کار خویش
ہر ایک دوسرے کو اپنی طرف بنا لینا چاہتا ہے | اپنا کام اور مقصد پورا کرنے کے لئے

یار بد سے مار بہتر ہے کیونکہ سانپ صرف جان لیتا ہے اور یار بد ابرو آرام، راحت اور ایمان کو کھوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎ مار بد جاں می ستاند از سلیم + یار بد آرد سوئے نار جحیم

سانپ اپنے زہر سے آدمی مارتا ہے + (لیکن) بُرا دوست دوزخ کی طرف کھینچ کر لیجاتا ہے

پس یار بد سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نخست موعظتِ پیر صحبت ایں سخن است | کہ از صحبت ناجنس احتراز کنید
صحبت کے بارے میں سب سے پہلی نصیحت یہ ہے | کہ ناجنس کی صحبت سے پرہیز کرو

جن لوگوں کے دل مُردہ ہیں اُن کی صحبت بھی مُردہ ہے۔ مُردہ کا جلیس ہمنشین کا کوئی نہیں ہوتا پھر تو کیوں مُردوں کے ساتھ بیٹھ کر مُردہ ہوتا ہے۔ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ؎

وائے آں زندہ کہ با مُردہ نشست | مردہ گشت و زندگی از وے بجست
افسوس اس زندہ پر جو مردہ کے ساتھ بیٹھے | خود مُردہ ہوا اور زندگی اپنے ہاتھ سے کھوئی

طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ سلامتی رہے اچھے لوگوں کی صحبت کا اور صحبت ناقص سے بچتا رہے کیونکہ (بقیہ صفحہ ۸ پر)

خاموشی کے فوائد

(حضرت معین الملت مولٰنا الحاج حافظ سید پیر سید حسین شاہ صاحب علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ)

خاموشی ایسی نعمت بے بہا ہے کہ جس کا شکریہ ہم اپنے رب کا ادا نہیں کر سکتے۔ آفتوں سے بچانے والی دنیا و آخرت میں نجات دلانے والی اپنے رب کی رحمت سے قریب اور اس کے غضب سے دور کرنے والی ہے۔ اس کے ثبوت میں حدیث شریف موجود ہے۔ مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا (ترجمہ) جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا اُس نے نجات پائی۔ اور دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے۔ من صمت نجا۔ (جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی) ایک صحابی حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی پس میں نے عرض کیا کہ کیا ہے سبب نجات کا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو اپنا تابعدار کر اور تو اپنے گھر میں بیٹھ اور اپنے گناہوں پر رو! اور ارشاد فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جو کوئی محافظت کرے میرے لئے اپنی زبان کی اور ستر اپنی کی (یعنی زنا سے بچے) ضامن ہوں گا میں اُس کے لئے جنت کا۔ اور فرماتے ہیں رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کیا جانتے ہو تم اس چیز کو کہ بہت داخل کرتی ہے لوگوں کو بہشت میں۔ وہ ڈر اللہ کا ہے۔ اور اچھا خلق اور کیا جانتے ہو تم اس چیز کو کہ بہت داخل کرے گی لوگوں کو آگ (دوزخ) میں۔ وہ دو چیزیں ہیں منہ (یعنی زیادہ بولنا) اور ستر (یعنی زنا کرنا)

اسی مطلب میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے پسر پند و نصیحت گوش کن   گر نجات بایدت خاموش کن

اے عزیز نصیحت اور کلام کی بات سُن   اگر تو نجات چاہتا ہے تو خاموشی اختیار کر

خاموشی عزت و وقار کو بڑھاتی ہے۔ عیبوں کو چھپاتی ہے۔ غیبت، جھوٹ، طعنہ، طنز وغیرہ اور فضول باتوں سے بچاتی ہے۔ غرضیکہ خاموشی کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

وصف خاموشی کے کر سکتا ہے کون   جس نے اس لذّت کو پایا ہے سدا خاموش ہے

اسی واسطے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ اپنے منہ مبارک میں کنکر رکھا کرتے تھے تاکہ فضول بات زبان سے نہ نکلے اور آپ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے قرآن مجید میں جو بحر و بر فرمایا ہے (یعنی دریا اور جنگل) سو بحر سے مراد دل ہے اور بر سے مراد زبان ہے۔ سو جس کی زبان خراب ہوئی

دنیا کی باتوں میں رہتے ہیں اُس کے حال پر جنات اور جانور۔ اور جس کا دل خراب ہو اور رہتے ہیں اُس کے حال پر فرشتے لمولفہ

حضرت صدیق اکبر رض باوقار — در دہاں میداشتند سنگ آشکار
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ (اپنے) — منہ میں کنکری رکھا کرتے تھے
تا نیاید از زبان قول فضول — در زبان بستن نجات است وقبول
تا کہ زبان سے دنیا کی بیکار اور لغویات نہ نکلے — زبان بند رکھنے میں نجات ہے اور اللہ کے نزدیک مقبولیت ہے
طالب حق پیروی کن آں جناب — تا شوی در راہ حق تو کامیاب
اے طالب حق تو ان کی پیروی کر — تا کہ خدا کی راہ میں فائز المرام ہو

امام طریقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ وہ بات کر کے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ — ایں چنیں فرمودہ اند اے ہوش مند
حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے — اے عقل مند اس طرح فرمایا ہے
ہر کہ خاموشی ما سود نداشت — در سخن بسیار او چہ یافت

جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ وہ زیادہ باتوں سے کیا فائدہ اُٹھا سکتا ہے

فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ستون دین کا ہے۔ اور خاموشی بہتر ہے اور صدقہ بجھاتا ہے غصہ رب کا اور خاموشی بہتر ہے۔ روزہ ڈھال ہے دوزخ کی اور خاموشی بہتر ہے اور جہاد بلندی دین کی ہے اور خاموشی بہتر ہے۔ فائدہ۔ روزہ۔ نماز۔ نوافل اور صدقہ وجہاد سے خاموشی افضل ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ہر صبح کو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ اے زبان تو ٹھیک رہیو۔ اگر تو ٹھیک رہے گی تو ہم سب ٹھیک رہیں گے۔ اگر تو ٹیڑھی رہی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ اسی طرح مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے زباں ہم گنج بے پایاں توی — اے زبان ہم رنج بے درماں توی
اے زبان تو خزانہ بے نہایت ہے — اور اے زبان تو رنج و مصیبت بے علاج ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو چپ رہے ایک ساعت اور غور و خوض کرے اللہ کی ذات و صفات میں۔ ایسا چپ رہنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور فرمایا حضور صلعم نے حضرت ابوذر غفاری رض سے کہ کیا بتاؤں میں دو خصلتیں تجھ کو کہ وہ ہلکی ہیں پیٹھ پر

اور بھاری ہیں میزان عمل میں۔ وہ بہت چپ رہنا اور اچھا خلق ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے دعمل کیا خلائق نے مثل ان کے۔ اے عزیز چاہیئے کہ صحبتِ خاصانِ حق میں خاموشی کے ساتھ باادب حاضر رہ اور جو کچھ معاملہ شریعت و طریقت میں فرمائیں اُس کوشش اور اُس کے حقائق اور فوائد پر غور کر۔ چنانچہ فرماتے ہیں مولانا رومیؒ ؎

کودک اول چوں برآید شیر نوش — مدتے خامش بود او جملہ گوش

وہ دودھ پینا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ دیر تک خاموش رہتا ہے حالانکہ کان اور زبان اُس کے ہوتے ہیں

مدتے می بایدت لب دوختن — از سخن گویاں سخن آموختن

(اسی طرح) تجھے بھی کچھ دنوں منہ بند رکھنا چاہیئے — اور خاصانِ حق کی باتوں سے بات کرنا سیکھ

اے عزیز! زیادہ بات کرنے سے دل مُردہ ہوتا ہے اور خاموش رہنے سے دل میں حکمتیں پیدا ہوتی ہیں حضرت فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں ؎

دل ز پر گفتن بمیرد در بدن — گرچہ گفتارش بود دُرِ عدن

زیادہ بات کرنے سے دل مُردہ ہو جاتا ہے خواہ زیادہ بات کرنے والے کی باتیں دُرِ فرید اور گوہر آبدار ہوں

گر خبر داری ز حی لا یموت — بر دہانِ خود بنہ مہر سکوت

اگر تو خدائے تعالیٰ سے واقف اور باخبر ہے (تو) اپنے منہ پر مہر سکوت لگا (یعنی خاموش رہ)

(بقیہ از صفحہ ۱۶) (ترجمہ) قرآن پاک کو اپنی آوازوں سے آراستہ کرو۔ یعنی قرآن پاک کو جب اچھی آواز سے پڑھا جائے گا تو اس کا اثر دل پر گہرا ہوگا۔ جو چیز دل کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اسے انسان پانے کی کوشش کرتا ہے حکماء کا قول ہے کہ جب کسی دوا کی تاثیر دل کو پہنچانی منظور ہو۔ تو اس دوائی میں خوشبو کو ملا کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ دل خوشبو کا جذاب ہے۔ اسی طرح جس دوائی کا اثر جگر کو پہنچانا منظور ہو اس دوائی میں کوئی میٹھی چیز ملانی چاہیئے۔ دل میٹھی چیز کا جذاب ہے۔ مطلب۔ قرآن خوانی جب خوش الحانی سے کی جائے گی تو اس کا اثر دل پر فوراً ہوگا۔ انسان اس وقت قرآن خوانی کرتا ہے۔ جب اس کے دل کو اچھی لگے چھوٹی۔ تشدید اور مد کا لحاظ رکھنا۔ اس لئے تشدید اور مد کی رعایت کے سبب سے کلام الٰہی میں عظمت اور بزرگی نمودار ہوتی ہے اور تاثیر میں مدد ملتی ہے۔ ان سب چیزوں کی رعایت رکھنے کو تجوید و ترتیل کہتے ہیں اور یہ طریقۂ مبارک حضور علیہ السلام کا تھا۔ حدیث پاک میں ہے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگوں نے پوچھا کہ حضورؐ قرآن کی تلاوت کس طرح فرمایا کرتے تھے۔ تو آپؓ نے فرمایا حضورؐ سب حرکتوں کو اچھی طرح ادا فرماتے تھے یعنی تجوید و ترتیل کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور علیہ السلام کے طریقہ کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!!

ضرورتِ تجوید

از جناب قاری حفیظ الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ دار القرأت تجوید القرآن مسجد امام بلشاہ بخاری قصور

جاننا چاہیئے کہ فنِ تجوید کا سیکھنا واجب ہے اور اس کے وجوب کی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالےٰ نے قرآن پاک کو نازل فرمایا تو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا جیساکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان کے تیسرے رکوع میں وَرَتَّلْنٰہُ تَرْتِیْلًا ۔ (ترجمہ) اور پڑھ سُنایا ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر۔ اور دوسری جگہ سورۃ مزمل کے پہلے رکوع میں وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا (ترجمہ) اور کھول کھول کر پڑھ قرآن پاک کو یعنی صاف صاف۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک مُرتل اور مجود یعنی ترتیل اور تجوید کے ساتھ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پڑھتے تھے۔ اور اسی طرح اصحاب کبار رضی وتابعین وتبع تابعین ومجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پڑھتے چلے آئے ہیں۔ اسی طرح ہم لوگوں پر بھی اسی طرح پڑھنا اور پڑھانا واجب ہے۔ یعنی ترتیل کے ساتھ قرآن پاک کا پڑھنا جس طرح کہ محقق امام العلامہ قدوۃ المجودین حضرت امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِیْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ۔ مَنْ لَّمْ یُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ (ترجمہ) التجوید کا حاصل کرنا ضروری اور لازم ہے۔ جو شخص قرآن پاک کو تجوید سے نہ پڑھے گا۔ وہ گناہ گار ہوگا۔ یعنی ترتیل کے ساتھ۔

حضرت علی رضؓ سے پوچھا گیا کہ ترتیل کے کیا معنی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا تجوید الحروف معرفۃ الوقوف یعنی حروف کی تجوید اور اوقاف کا جاننا۔ یعنی کہاں کیسے وقف کیا جائے اور پھر کہاں سے کس طرح شروع کیا جائے۔

امام جزری فرماتے ہیں اِذْ وَاجِبٌ عَلَیْھِمْ مُحَتَّمٌ قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوَّلًا اَنْ یَّعْلَمُوْا۔ (ترجمہ) قرآن پڑھنے والوں پر ضروری ہے کہ اس کو شروع کرنے سے پہلے یعنی قرآن کو پڑھنے والوں پر فن تجوید کے قواعد سیکھ لیں۔

صاحبِ تفسیر نے ترتیل کے معنے بیان کرتے ہوئے کئی چیزوں کی رعایت کو مدِ نظر رکھا ہے۔ پہلے حرفوں کا صحیح نکالنا یعنی ایک حرف دوسرے حرف سے نہ ملے اور دوسری چیز اوقاف کا اچھی طرح سے ادا کرنا یعنی وصل اور فصل بے موقع نہ ہونے چاہئیں۔ تیسری حرکتوں کو اچھی طرح ادا کرنا یعنی زیر زبر اور پیش کو آپس میں امتیاز دینا۔ تاکہ ایک حرکت دوسری حرکت سے ملنے اور مشتبہ نہ ہونے پائے۔ چوتھی آواز کو بلند کرنا تاکہ قرآن شریف کی آواز زبان سے کان تک اور کان سے دل پر اور دل میں کوئی کیفیت پیدا کرے۔ جس سے دل میں ذوق وشوق پیدا ہو۔ پانچویں اپنی آواز کو اچھا کرنا اس طرح کہ اس میں دردمندی پائی جائے۔ تاکہ اس کا اثر دل پر جلدی ہو۔ جس طرح کہ حدیث شریف میں حضور پاکؐ نے ارشاد فرمایا۔ زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ (بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

ذکر صالحین

(پروفیسر ارشاد علی ایم۔اے)

صالحین پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور ہمیں حکم دیا کہ ہر نماز میں ان پاک لوگوں کے رستے پر چلنے کی توفیق مانگو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔ اسی پر چل کر تم ہمارے محبوب بن سکتے ہو۔ یہاں سلف صالحین کی چند حکایات ہدایات لکھی جاتی ہیں تاکہ ہم ان کی روشنی میں اپنے اعمال اور کردار کا جائزہ لے سکیں اور کوشش کریں کہ اپنے اخلاق اور سیرت کو ان مقدس بزرگوں کے سانچے میں ڈھالیں۔ دنیا اور آخرت کی کامیابی کا یہی ایک راستہ ہے۔

۱۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی مجھ سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اپنی سواری کے جانور اور خادم کے رویے سے مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ آج میں نے اپنے مالک جل جلالہٗ کا حکم نہیں مانا (اسی لئے یہ میرا حکم نہیں مانتے) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا کہ تو اپنے خالق و مالک تعالیٰ کا حکم نہ ٹال تاکہ کوئی بھی تیرا حکم نہ ٹالے ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

۲۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مصاحب نے نصیحت کی کہ خبردار عمل نہ چھوڑنا کیونکہ یہ تجھے تیرے مولیٰ پاک کی رضا کے قریب کر دے گا۔ میں نے کہا وہ کون سا عمل ہے؟ فرمایا ہمیشہ رب تعالیٰ کی فرمانبرداری، مسلمانوں کی خدمت اور ان کی خیر خواہی (دوام طاعۃ ربك وخدمۃ المسلمین والنصیحۃ لھم)

۳۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں دن میں کئی مرتبہ اپنی ناک کی طرف نظر کرتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں میرا چہرہ سیاہ تو نہیں ہو گیا (یہ ہے خوف الٰہی! باوجود نیکیوں کے اس قدر ڈر)۔

۴۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے راستہ میں ایک کاغذ پڑا دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پاک لکھا ہوا تھا اور لوگ اس کی بے ادبی کرتے گذر رہے تھے۔ آپ کے پاس ایک درہم تھا اس کا عطر خرید اس کاغذ کو لگایا اور ایک دیوار کے سوراخ میں رکھ دیا۔ رات کو خواب میں غیب سے آواز سنی۔ اے بشر! تو نے میرے نام کو پاک کیا گیا میں دنیا اور آخرت میں تیرے نام کو پاک کردوں گا (طیبت اسمی لاطیبن اسمك فی الدنیا والاخرۃ)۔

۵۔ حضرت حافی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات مجھے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے بشر! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے زمانہ کے لوگوں میں تیرا درجہ بلند کیوں فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضورؐ مجھے تو علم نہیں۔ ارشاد فرمایا (باتباعك لسنتی وخدمتك للصالحین ونصیحتك لاخوانك ومحبتك لاصحابی واھل بیتی) یعنی مجھے میاد رکھا مرتبہ اس لئے ملا کہ تو نے

میری سُنّت پر عمل کیا اولیاء اللہ کی خدمت کی اپنے (مسلمان) بھائیوں کی خیر خواہی کی اور میرے صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتِ اطہارؓ کی محبت اختیار کی۔

۶۔ ایک بزرگ حضرت بلال خواص رحمۃ اللہ علیہ کو خضر علیہ السّلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو پوچھا حضرت یہ دولت مجھے کس سبب سے ملی۔ فرمایا (ببرك لامك) تو نے اپنی ماں کے ساتھ جو احسان کئے اس کی خدمت کی۔ یہ اس کا ہی بدلہ ہے کہ ہماری زیارت ہوئی۔

۷۔ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے ترکِ دنیا کا سبب یہ واقعہ ہوا کہ ایک دن آپ نے ایک غلام کو دیکھا کہ کھیل کود میں مشغول ہے اور خوش و خرم پھر رہا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ لوگ تو قحط کی مصیبت میں گرفتار ہیں اور تو عیش کرتا پھر رہا ہے۔ وہ بولا مجھے کیا غم ہو سکتا ہے میرا مالک ایک گاؤں کا مالک ہے اس کی اتنی آمدنی ہے کہ ہمیں کوئی فکر ہی نہیں۔ یہ بات سُن کر حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ چونکے کہ اس کے آقا کا ایک گاؤں ہے اور ہے وہ مخلوق اور محتاج پھر بھی اسے روزی کا فکر نہیں۔ تو میرا مالک تو غنی مطلق ہے وہ سارے جہان کا رازق ہے پھر مجھے کیا غم (مسلمان کو رزق کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے جب کہ اس کا پیدا فرمانے والا تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

۸۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص کی ولایت کا چرچا ہوا۔ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی ملاقات کو چلے۔ وہ شخص اپنے گھر سے آیا اور مسجد میں داخل ہوا تھا۔ اس نے قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوکا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ واپس لوٹ آئے اور اسے سلام تک نہ کیا اور فرمایا کہ جو شخص حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب میں سے ایک ادب کا خیال نہیں کرتا وہ اپنے دعویٰ میں کیسے سچا ہو سکتا ہے۔

۹۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جہاد میں مجھے دشمن نے پکڑ لیا اور مجھے قتل کرنے کے لئے زمین پر لٹا دیا۔ اس وقت بھی میرا دل اس کی طرف نہ تھا بلکہ اس بات کا منتظر تھا کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم صادر فرماتا ہے (اور جو اس کی مرضی اسی پر میں راضی) وہ دشمن مجھے ذبح کرنے کو چھری نکالنے لگا اتنے میں اسے ایک تیر آ کر لگا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اور میں صحیح سلامت اُٹھ گیا۔

۱۰۔ حضرت احمد بن جلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زاہد وہ ہے جس کے نزدیک تعریف اور مذمت یکساں ہوں۔ عابد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرضوں کو جلد سے جلد ادا کرے۔ اور موحد وہ ہے جو (تمام باتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی جانے) سب کاموں کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کو ہی دیکھے (من استوی عندہ المدح والذم فھو زاھد ومن حافظ علی الفرائض فی اول مواقیتھا فھو عابد ومن رأی الافعال کلھا من اللہ عزوجل فھو موحد)

(استفادہ از رسالہ قشیریہ صفحہ نمبر ۲۲)

پیر جماعت علی شاہ نے انگریزوں اور ہندوؤں کے مسلم کش منصوبوں کو خاک میں ملا دیا

علمائے کرام کو مسلمانوں میں انتشار پھیلانے والوں کا متحد ہو کر مقابلہ کرنا چاہئیے

لاہور، ۲۰ اکتوبر۔ صاحبزادہ سید اختر حسین نے پیر جماعت علی شاہؒ کی قومی اور مذہبی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ پیر صاحب زندگی بھر اسلامی اصولوں کی اشاعت کرتے رہے۔ انہوں نے انگریز حکمران اور ہندو سامراج کے تمام اسلام کش منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ یہ بات انہوں نے امیر ملت کانفرنس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے کہی۔

سید اختر حسین نے تحریک پاکستان کے کارکنوں اور علمائے کرام کو تلقین کی کہ لوگ محض سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں میں انتشار پھیلا کر ملک کی سلامتی کے لئے خطرہ بنے ہوئے ہیں ان کا متحد ہو کر مقابلہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ پیر صاحب کے نزدیک جان اور ایمان کی سلامتی بے حد ضروری تھی۔ ان کا فرمان تھا کہ اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو۔ تو قیام پاکستان اور اس کے استحکام کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دو۔ اور اگر ایمان چاہتے ہو تو عشق رسولؐ سے سرشار ہو جاؤ۔

سید اختر حسین نے عوام سے اپیل کی کہ انہیں چاہئیے کہ وہ بھی پیر جماعت علی شاہؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پاکستان کو مزید مستحکم بنانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں کیونکہ اسی میں ہماری فلاح ہے اور احیائے دین، و سنت کے لئے نہ صرف کوشش کریں۔ بلکہ اسوۂ حسنہ کو اپنا کر ملک و ملت کے ممتاز کارکن بنیں اور پاکستان کو صحیح معنوں میں فلاحی مملکت ملت اسلامیہ کی عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کر سکیں۔

اس سے قبل صاحبزادہ فیض القادری نے تقریر کرتے ہوئے کہا امیر ملت پیر جماعت علی شاہؒ ایک ایسی عظیم شخصیت ہیں جنہوں نے قوم کی فکری اصلاح کے لئے علی گڑھ یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے تین لاکھ روپے عطیہ دیئے۔ انہوں نے کہا اس زمانہ میں کانگریسی رہنما مسلمانوں کو دام فریب میں پھنسانے کی انتھک کوششوں میں مصروف تھے۔ پیر صاحب نے ان حالات کی خبر پاتے ہی قائد اعظم محمد علی جناح کو ایک مکتوب کے ذریعہ یقین دہانی کرائی کہ تحریک پاکستان میں وہ اور ان کے تمام ارادتمند ان سے پورا تعاون کریں گے اور ہر حالات میں تحریک پاکستان کو کامیاب بنا سکیں گے۔

اس کے علاوہ مولانا غلام رسول گوہر اور مفتی محمد شفیع خطیب سانوکی نے بھی پیر جماعت علی شاہؒ کو خراج عقیدت پیش کیا (مشرق)

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اپنی زندگی اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دی تھی

(میاں صلاح الدین ایم این اے)

امیر ملت الحاج حافظ پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جامع کمالات اور مخزن والا صفات تھے۔ اگر ہم تصوف کی دنیا میں آپ کی شخصیت عظمیٰ کو دیکھیں تو آپ عساکر اصفیاء کے سرخیل اور یگانہ روزگار مرد قلندر دکھائی دیتے ہیں۔ اگر علم وادب کے افلاک پر نظر دوڑائی جائے۔ تو آپ علم تفسیر وفن حدیث کے آفتاب عالمتاب نظر آتے ہیں اور اگر سیاست کے میدان میں جھانکا جائے۔ تو آپ ملت اسلامیہ کے بے لوث دبے مثال قائد کی حیثیت سے جلوہ نما نظر آتے ہیں۔ گویا آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے کہ جس میں ملت کی بھلائی کا ہر پہلو موجود ہوتا ہے۔

امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب چھتیس واسطوں سے شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اور طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ سے چونتیس واسطوں سے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کے آباؤ اجداد مدینہ منورہ سے شیراز چلے آئے۔ آپ کے خاندان کے معروف بزرگ سید نوازش شاہ شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں ہندوستان تشریف لائے اور نارووال کے ایک قصبے میں آباد ہو گئے۔ جس کا نام علی پور سیداں رکھا گیا۔ سید محمد نواز شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ایک جلیل القدر مرد درویش سید کریم شاہ ہیں۔ جن کے تین لڑکے سید نجابت علی شاہ، سید صادق علی شاہ اور سید جماعت علی شاہ تولد ہوئے۔ ان میں سے سید جماعت علی شاہ کو بین الاقوامی شہرت نصیب ہوئی۔ آپ کا سن ولادت ۱۸۳۴ء ہے۔

آپ نے ہندوستان کے جید علماء سے صرف، نحو، فلسفہ، منطق، اصول ومعانی، حدیث و تفسیر کے فنون بڑی لگن اور شوق سے سیکھے۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے علاوہ تین ممتاز محدثین سے بھی استفادہ علوم کیا۔ تکمیل فنون کے بعد گھریلو ماحول میں تصوف کی مہک محسوس کی تو طبیعت اسی جانب ہی ملتفت ہو گئی۔ والد ذی احترام نے سلسلہ قادریہ کے مطابق آپ کے قلب وذہن کی تطہیر فرمائی جب آپ نے روحانی مراحل آغوشِ پدر میں کامرانی کے ساتھ طے کر لئے۔ تو آپ کو خرقۂ خلافت پہنا دیا گیا اور آپ کو

خاندان قادری کی طرف سے بیعت کرنے کی اجازت مل گئی۔ لیکن اس کے باوجود آپ تشنگی محسوس کرتے رہے۔
بالآخر آپ نے ہندوستان کے مشائخ کے آستانوں پر حاضری دینے کا پروگرام بنایا اور آستاں در آستاں فیوض و برکات سے دامن بھرپور کرتے کرتے سلسلہ نقشبندیہ کے شہرۂ آفاق مرد حق کا حضرت پیر فقیر محمد چوراہی سے ملاقات ہوگئی۔ مقدر کا ستارہ چمک اٹھا۔ اور آپ نے ان کے دست حق پرست پر بیعت کرلی۔ شیخ کامل نے طالب صادق کو روحانی دولتوں سے مالا مال فرما دیا۔
پیر و مرشد کا لفظ سنتے ہی حجرے اور کنج تنہائی کا تصور ذہن کے ایوانوں میں منقش ہو جاتا ہے۔ مگر آپ وہ مرد مجاہد تھے جس نے جبۂ و دستار کے سہارے نمائش نہیں کی۔ بلکہ محراب و منبر پر عشق مصطفیٰ کا درس پر درد دیتے رہے۔ اور سیاست کے میدانوں میں مسلمانوں کے سیاسی راہ نماؤں کی راہ نمائی فرماتے رہے۔
آپ نے تصوف و سیاست سے ثابت کر دکھایا کہ دین سیاست سے جدا نہیں ہے۔ بلکہ سیاست دین سے عبارت ہے۔ جب سیاست کو دین سے الگ تھلگ کر دیا جاتا ہے تو سیاست مکر و فریب حرص و ہوا اور ہوس و جاہ طلبی ہو جاتی ہے۔ آپ نے اپنے پختہ کردار اور شفاف گفتار سے یہ منوایا کہ اسلام دین عالمگیر ہے اس کے بغیر نوع انسانی دین و دنیا میں فلاح یافتہ نہیں ہو سکتی۔
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ منگلور میں جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ کا خطاب ایسا ولولہ انگیز تھا کہ انگریز لارڈ ایسکوٹ اور سویڈن کی شہزادی اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔
جب آپ سری نگر کی روحانی وادی میں اسلام کی حقانیت پر سحر انگیز تقریر کر رہے تھے تو بنگال کے کسی کالج کے پرنسپل بی۔ اے پنڈت کے سینے کے تاریک گوشے محبت اسلام کی شمع سے جگمگا اٹھے۔ اور وہ مجمع ہی میں ہندو دھرم سے تائب ہو کر چمن اسلام کے سدا بہار کوچے میں آگئے۔
یہ عیسائیت اور ہندو دھرم سے ایک ایک مثال زیب قرطاس کر رہا ہوں۔ ورنہ ہزاروں کی تعداد میں ایسی تمثیلات موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ہندوستان میں انگریزوں کے قاہر تسلط اور ہندوؤں کی متعصب اکثریت میں اسلام کی شمعیں جگہ جگہ روشن کر کے عیسائیت اور ہندو دھرم پر اسلام کی برتری ثابت کر دی۔
آپ نے وعظ و نصیحت پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ قرون اولیٰ کی روایات برقرار رکھتے ہوئے ہر آڑے وقت میں قوم پر ایثار و قربانی کے پھول نچھاور کرتے رہے۔
۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید فرماں روائے ترکیہ نے حاجیوں کی سفری مشکلات

کو دور کرنے کے لئے ریلوے لائن بچھانے کی سکیم تیار کی۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں سے چندے کی اپیل
کی۔ جب اس اپیل کی خبر آپ تک پہنچی۔ آپ نے اپنی جیب سے اور اپنے مریدوں سے فنڈ جمع کر کے
چھ لاکھ روپے کی خطیر رقم ارسال فرمائی۔ اور مکتوب بھیجا کہ یہ میرا فرض تھا۔ میں نے آپ پر احسان
نہیں کیا۔

سلطان ترکیہ اتنے خوش ہوئے کہ انہوں نے چھ طلائی تمغے اور تعریفی سرٹیفکٹ آپ کی خدمت میں ارسال
کئے۔ اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ جب تک آپ ایسے فرزندان ملت زندہ ہیں۔ قوم کسی وقت بھی ڈگمگا نہیں
سکتی۔ آپ کا وجود ساری ملت کے لئے سایہ رحمت ہے۔

انہی دنوں کا ذکر ہے کہ نواب وقار الملک اور سر آغا خاں علی گڑھ کالج کی تعمیر کے لئے لاہور آئے اور
ایک پُر وقار اجلاس میں آپ کو بحیثیت مہمان خصوصی مدعو کیا۔ نواب وقار الملک نے اپنی ترکی ٹوپی اتار کر آپ
کے قدموں میں رکھتے ہوئے کہا۔ "حضرت! مسلمانوں کی زبوں حالی سے ہر شخص آگاہ ہے۔ اگر قوم انگریزی زبان
سے ناآشنا رہی تو سرکاری عہدوں پر غیر مسلم فائز رہیں گے اور مسلمان فقط گذر اوقات کر کے زندگی کے دن
پورے کرتے رہیں گے۔ اس لئے آپ ملت کی بقا کے لئے تعاون فرمائیں۔"

آپ نے جواب دیا کہ اگر تعلیم کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم کو مرکزی حیثیت سے شامل نصاب کر کے بچوں کی تربیت
کی جائے تو ہمارے نونہال انگریزی تو سیکھ جائیں گے لیکن وہ اپنے مذہب سے بھی ناآشنا نہیں رہیں گے اب وقت ہے
کہ ہم ہر محاذ پر انگریزوں اور ہندوؤں کے بت توڑتے چلے جائیں۔ اگر آپ نے انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینیات کی
تعلیم کا اہتمام نہ کیا تو بچے نسلی طور پر تو مسلمان کہلائیں گے لیکن بڑے ہو کر وہ اسلام سے کوسوں دور نظر آئیں گے
اس لئے آپ میری تجویز سے اتفاق رکھتے ہیں تو میں بالکل مکمل تعاون و حمایت کا زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر یقین
دلاتا ہوں۔" آپ نے یہ کہہ کر اسی وقت تین لاکھ روپیہ علی گڑھ یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے عطا فرما دیا۔

تصوف کی حفاظت کا اہتمام

انگریزوں کی سرپرستی میں ہندو اپنی رسوم کو اسلامی رنگ دے کر مسلمانوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ لہٰذا اکثر و بیشتر جاہل
لوگ پنڈتوں اور سادھوؤں کے طریقے پر تسبیح کے دانے گھما کر خلاف شریعت ہر بات کو معرفت کا نام دیتے۔ آپ نے یہ
خطرناک منصوبہ ناکام بنانے کے لئے انجمن خدام الصوفیہ کی تشکیل فرمائی اور ساتھ ہی انوار الصوفیہ کے نام سے ایک رسالہ
جاری کر دیا تاکہ گمراہ مسلمان سچے راستے کی طرف لوٹ آئیں اور اسلام کی حقانیت سے بہرہ ور ہو کر غیر مسلم مسلمان بن جائیں۔
آخر کار یہ اسلام کا بطل جلیل ایک سو انیس سال تک رشد و ہدایت کی شمع روشن رکھتے ہوئے ۱۳ ؍ اگست 1951
کو جمعہ کی شب اپنے مالک حقیقی سے جا واصل ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ (مشرق ۲۰ ؍ اکتوبر ۱۹۶۸ء)

امیرِ ملّت کانفرنس

(مدیرِ مسئول)

مورخہ ۱۹/۲۰ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار بیرون موچی دروازہ لاہور امیرِ ملّت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ پہلی نشست بروز ہفتہ ۱۹ اکتوبر کو عشاء کی نماز کے بعد ہوئی۔ جس میں حضرت مولٰنا الحاج جوہر الملّت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ العالی کی صدارت میں حضرت مولٰنا محمد رمضان صاحب جماعتی نقشبندی خطیب اعظم جھاؤنی لاہور نے حضرت امیرِ ملّت کی نورانی زندگی کے نورانی و روحانی کارناموں کا بڑی تفصیل سے بیان فرمایا۔ ان کے بعد صدرِ محترم حضرت مولٰنا الحاج جوہر الملّت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پوری نے حضرت امیرِ ملّت کی سوانح حیات کے اقتباسات کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا۔

دوسری نشست ۲۰ اکتوبر بروز اتوار ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولٰنا جوہر الملّت اور حضرت مولٰنا الحاج معین الملّت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ تلاوت قرآن کے بعد حاجی محمد دین صاحب نے حضرت امیرِ ملّت کی شان میں احقر کا لکھا ہوا قصیدہ جو مقبول عام ہو چکا ہے اپنے خاص لہجے میں پڑھ کر سنایا۔ جس سے حضرت امیرِ ملّت کے عشاق بہت محظوظ و مسرور ہوئے۔ اس کے بعد حضرت جوہر الملّت پیر سید اختر حسین شاہ نے بندہ کو میکروفون کے سامنے حاضر ہو کر حضرت امیرِ ملّت۔ کے پیران پیر اور غوثِ اعظم ہونے کو۔ جو اس سے پہلے آپ کی معیت میں موضع بلوانہ ضلع جھنگ کے جلسہ میں میں نے بیان کیا تھا بیان کرنے کا ارشاد فرمایا۔

میں نے حسب ارشاد گرامی حضرت امیرِ ملّت کے پیران پیر اور آپ کے غوث اعظم ہونے کو مدلل بیان کیا۔ عرض کیا کہ نبوّت اور رسالت ختم ہے۔ مقامات ولایت کا انقطاع و اختتام نہیں ہوا۔ اگر حضرت محبوب سبحانی شیخ سید القادر جیلانی اپنے عہد میں پیران پیر اور غوث اعظم ہوئے ہیں۔ تو ہمارے زمانے میں ہمارے آقا و مولائے روحانی حضرت امیرِ ملّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پیران پیر اور غوث اعظم ہیں۔ آپ کی تنہا ذات میں اللہ تعالےٰ نے ولایت کے وہ تمام اوصاف جمع کر دیئے ہیں جو متفرق طور پر تمام اولیاء میں ہوتے ہیں۔ سب سے اعلیٰ صفت یہ ہے کہ آپ نجیب الطرفین ہیں۔ یعنی باپ اور ماں دونوں کی طرف سے آپ سید ہیں۔ آپ حسین اور خوبصورت ہیں۔ قرآن اور حدیث کے حافظ ہیں۔ فقیہ اور محدث اور مفسر۔ اور تمام علوم نظامیہ کے ماہر ہیں۔ آپ نے اپنی عمر بھر

زیارت بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مطہرہ کے لئے سفر کیا۔ حج سا شرف آپ کے ہم عصر بزرگوں کو بہت کم نصیب ہوا ہے۔ اور اگر کسی کو شرف حاصل ہوا بھی تو صرف ایک بار۔ آپ نے صرف خود کئی مرتبہ حج کیا۔ بلکہ ہر بار اپنے خدام کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ وہاں پہنچ کر دیار محبوب کے لوگوں کی مالی اعانت فرماتے۔ فقیروں کو امیر بنا دیتے۔ جب تک آپ وہاں تشریف رکھتے آپ کا لنگر جاری رہتا۔ جہاں سے سینکڑوں آدمی روزانہ کھانا کھاتے۔ آپ کی سخاوت کی مثال نہیں۔ اکثر دینی ادارے آپ کی مالی اعانت اور توجہ سے چلتے تھے۔ آپ شریعت اور سُنّت کے بڑے پابند تھے۔ یہاں تک کہ ساری عمر میں آپ نے جماعت کے بغیر کوئی نماز ادا نہیں کی حتیٰ کہ آپ نے آخری نماز بھی باجماعت ادا فرمائی اور جان جان آفریں کے سپرد کی۔ رمضان المبارک کے مہینے میں آپ مسجد نور میں جاکر قرآن پاک سُنتے تھے۔ سلام مسنون میں آپ سبقت فرماتے اور مصافحہ پورے ہاتھ سے کرتے۔ اور سُنّت نبویہ کے مطابق آپ اپنا ہاتھ نہ کھینچتے۔ جب تک مصافحہ کرنے والا اپنا ہاتھ نہ کھینچے۔ جو کوئی سجدہ کی صورت میں قدموں پر جھکتا تھا۔ اس پر ناراضگی کا اظہار کرتے۔ اور فرماتے آتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا سُنّت ہے۔ سجدہ کرنا منع ہے۔ ہاں اگر کسی کا دل چاہے تو ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دے سکتا ہے۔ اس کے جواز میں کلام نہیں۔ ننگے سر کھانا کھانے سے منع فرماتے تھے۔ دسترخوان پر جب کہ بچھایا جائے پاؤں رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ ہمارے تمام پیر بھائی ان باتوں کو خوب جانتے ہیں اور انہی باتوں کی پابندی سے اپنے غیر سے پہچانے جاتے ہیں۔ میں نے جس قدر ان سُنّتوں پر اپنے پیرخانہ میں عمل ہوتے دیکھا ہے۔ کسی پیرخانہ میں نہیں دیکھا۔

میرے بعد حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف تشریف لائے۔ اُنہوں نے حضرت امیرملت کی چند کرامات اور ولایت و نبوت کے مابین کے فرق کو بیان فرمایا۔

ان کے بعد حضرت مولانا محمد شفیع صاحب خطیب اعظم کامونکی نے حضرت امیر ملت کے مقامات کو بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ تمام جماعتی بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو حنفی نقشبندی جماعتی کہا کریں۔ بریلوی کوئی مذہب یا مشرب نہیں ہے۔ ہاں ہمارے اور حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد اور مسلک میں ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی اختلاف نہیں۔ مسلک کے اعتبار سے ہم ایک ہیں۔ مگر نسبت ان بزرگوں کی طرف ہونی چاہیئے جن کے ہم مذہبًا مقلد ہیں یا طریقت میں ہماری جن حضرات سے بیعت ہے۔ اور بس۔ اس سے مزید نسبتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

ان کے بعد صدر محترم جوہر الملت دامت برکاتہم نے حضرت امیرملت کے قومی و ملی و دینی کارناموں

سا تاریخ کی روشنی میں بیان فرمایا۔ اور وعدہ فرمایا کہ اگر رات کو وقت ملا۔ تو میں حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی سوانح حیات کے چند زریں اقتباسات پیش کروں گا۔

اس کے بعد دوسری نشست سلام وقیام پر ختم ہوئی اور تمام مہمانوں کو کوچہ فقیر خانہ حاجی حکیم مبارک احمد کے مکان پر پُر تکلف کھانا کھلایا گیا۔

کانفرنس کی آخری اور تیسری نشست

بروز اتوار ۲۰ ر اکتوبر کو سب مہمانوں کو حاجی شیخ کرم الٰہی صاحب خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت کے مکان پر چوہٹہ مفتی باقر میں کھانا کھلایا گیا۔ اور عشاء کی نماز کے بعد بیرون موچی دروازہ میں تیسرا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں اہل لاہور کے علاوہ پاکستان کے طول و عرض سے بہت لوگ شامل تھے۔ دوپہر کے اجلاس سے زیادہ رونق تھی۔

قاری محمود قادری صاحب نے تلاوت قرآن فرمائی۔ ان کے بعد ایک شخص نے نعت رسول ﷺ پڑھی۔

بعد ازاں حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ نے خطبہ مسنونہ کے بعد اپنے دل کش مخصوص لہجہ اور انداز میں حضرت امیر ملت کی دینی و تبلیغی خدمات پر روشنی ڈالی اور اس کے ضمن میں معاشرہ کی خرابیوں اور بُرائیوں پر خوب تنقید فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ اہل عقل و ہوش کے کانوں میں گونج رہا ہے کہ لڑکیوں کو کالج میں مت بھیجو۔ ان کے ہاتھ میں قلم دوات نہ دو۔ لڑکیوں کے کالج میں یا چکلہ میں بھیجنے کے مابین کوئی تفاوت نہیں۔ آج اُمت مسلمہ کی بہو بیٹیوں میں جو بُرائیاں آئی ہیں۔ وہ سب کالج کی پیداوار ہیں۔

آپ کے بعد حضرت مولانا الحاج سید اختر حسین شاہ صاحب نے حضرت امیر ملت کے سوانح حیات کو بیان فرمایا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کو حضرت امیر ملت سے بڑی عقیدت تھی۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں پاکستان ضرور بنا کر رہوں گا۔ اگرچہ حالات کتنے ہی نامساعد کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ حضرت امیر ملت نے میری کامیابی کے لئے نہ صرف دعا کی ہے بلکہ فرمایا ہے کہ محمد علی تم کامیاب ہوگے۔ حضرت جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے فرمایا۔ میرے جد امجد حضرت امیر ملت سے حضرت قائد اعظم نے حیدر آباد دکن اور کشمیر میں ملاقات کی۔ آپ نے قائد اعظم کو چند ہدایات فرمائیں۔ اور ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔ آپ نے قائد اعظم کو فرمایا تھا کہ آپ مسلم لیگ کی جانب سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ حضرت امیر ملت نے مسلم لیگ کو کامیاب بنانے

کے لئے واشگاف الفاظ میں بے خوف و خطر یہاں تک فرما دیا تھا کہ جو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے آئے گا وہی مسلمان ہے۔ اس لئے کہ یہ اسلام کا جھنڈا ہے۔ اور جو اس جھنڈے سے انحراف کرے اگر وہ مرجائے تو اس کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہ کیا جائے۔

آپ کے لاکھوں مرید جو متحدہ ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب مسلم لیگ کے جھنڈے تلے آگئے۔ اور ہر طرح کی قربانیوں سے انہوں نے مسلم لیگ کو وہ کامرانی عطا کی کہ پاکستان معرض وجود میں آکر ہی رہا۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت امیر ملت نے حیدر آباد دکن سے قائد اعظم محمد علی جناح کو تین چیزیں ارسال کیں۔ قرآن شریف، جانماز اور آموں کی ٹوکری جن کو قائد اعظم نے وصول فرما کر حضرت امیر ملت کی خدمت میں شکریہ کا مکتوب ارسال کیا۔ اور لکھا کہ میں آپ کی نوازشات کا بے حد شکر گذار ہوں۔ میں قرآن کو پڑھا کروں گا اور نماز کا بھی پابند رہوں گا۔ میں نے قرآن کو سمجھنے کے لئے ایسے عالم دین کی طرف رجوع کیا ہے جو انگریزی زبان بھی جانتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس میں جو بنارس میں ہوئی۔ امیر ملت نے محمد علی جناح کی مساعی اور کوششوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ محمد علی ولی اللہ ہے۔

اس پر تمام عالموں نے اعتراض کیا۔ ان میں سے صرف ایک عالم دین مولٰنا نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تائید فرمائی۔ باقی سب سٹیج چھوڑ کر بھاگ گئے کہ شاہ صاحب نے ایک داڑھی منڈے کو ولی اللہ کہا ہے۔

امیر ملت کی زبان سے اس وقت جو نکلا تھا آخر وہ سچ ہو کر رہا۔ آج دیکھو کہ شب و روز ان کے مزار پر کتنے قرآن پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ اور جب انہوں نے وفات پائی تو ہزاروں نے ان کے جنازے میں شمولیت کی۔ اور پاکستان کے تمام شہروں میں قائد اعظم کی نماز جنازہ غائبانہ بھی پڑھی گئی۔ قائد اعظم کی یہ محبت اور مقبولیت جو عوام کے دلوں میں گھر کر گئی ہے۔ یہ ان کے ولی ہونے کی دلیل نہیں تو کیا ہے۔ خود قائد اعظم کے معنی ہی یہ ہے۔ یعنی جماعت المسلمین کا بہت بڑا رہنما۔ حضرت امیر ملت نے ہی محمد علی جناح کو قائد اعظم اور ولی اللہ بنایا ہے۔ جو قائد اعظم کی قیادت پر ان کے ریشں تراشیدہ ہونے کی وجہ سے معترض ہوتے اور کہتے کہ وہ فاسق و فاجر ہے۔ مسلمانوں کا لیڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ ان کو یہ جواب دیا کرتے کہ پاکستان کے حصول میں اور اس کے سیاسی مطالبہ میں جو ہم سب مسلمانوں کا حق ہے۔ محمد علی جناح ہمارا وکیل ہے۔ اگر بقول شما وہ فاسق و فاجر ہے تو ہمیں مضر نہیں۔ اس لئے کہ وکیل کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ متقی ہو۔

آپ نے قائد اعظم کو کئی بار فرمایا "محمد علی! جو کام میرا تھا وہ آپ کر رہے ہیں۔ اللہ آپ کو کامیاب فرمائے۔ آپ کی کامیابی میری کامیابی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں اور میری اولاد اور میرے لاکھوں مرید مسلم لیگ کی حمایت میں جو کچھ ہوگا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے پیرانہ سالی کے باوجود ہندوستان کے طول و عرض میں مختلف شہروں کی طرف طوفانی دورہ فرمایا اور ہر جگہ جلسے کئے اور لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ اور طرہ یہ ہے کہ اس معاملہ میں کسی سے کچھ نہیں لیا۔ بلکہ ہزاروں روپے اپنی جیب سے خرچ کر ڈالے۔ آج جو اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے پاکستان بنایا اور بڑی ڈینگیں مارتے ہیں۔ ان میں اکثر وہ ہیں جو پاکستان کے اور محمد علی جناح کے مخالف تھے۔ اب خدا کے فضل و کرم سے پاکستان بن گیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے لئے یہ کیا وہ کیا۔ سب جھوٹ ہے۔ اخبار والے بھی انہیں جھوٹے اور پاکستان کے مخالفین کے لوم مناتے ہیں اور آئے دن ان کے نام سے نمبر نکالتے ہیں اور ان کے کاموں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا قول تھا کہ پاکستان کا معرض وجود میں آنا تو ایک بڑی بات ہے۔ پاکستان کی پ بھی نہیں بن سکتی۔ آج ان کو پاکستان کا معمار کہا جاتا ہے ع ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا۔

آپ نے فرمایا ہمارا خاندان شروع سے قوم و ملت کی فی سبیل اللہ خدمت کر رہا ہے۔ ہم کرسیوں کے بھوکے نہیں ہم کو رب تعالیٰ نے جو عزت دی ہے ہمارے لئے وہ کافی ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حضرت امیر ملت کے ساتھ ائیر کنڈیشن کے ڈبہ میں کراچی جا رہا تھا۔ ہمارے ڈبہ کے قریب دوسرے ڈبہ میں اسی سفر میں دو وزیر بھی تھے جہاں ٹرین ٹھہرتی وہاں حضرت امیر ملت کی زیارت کرنے کے لئے پلیٹ فارم پر سینکڑوں لوگ حاضر ہوتے اور ان وزیروں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا۔ آخر انہوں نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں۔ جب انہیں حضرت امیر ملت کا علم ہوا تو وہ بھی حاضر خدمت ہو کر قدم بوس ہوئے۔ اللہ کے بندے کی یہ عزت ہے کہ بادشاہوں تک ان کے در پر ایک جھلک دیکھنے کے متمنی نظر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم میں سیاست نہیں آئی اور آئندہ بھی انشاءاللہ ہمارے خاندان میں نہیں آئیگی۔

آپ کے بعد مولانا خلیل احمد صاحب خطیب اعظم جامع مسجد وزیر خاں لاہور نے تقریر فرمائی اور حضرت امیر ملت کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اور پھر حضرت مولانا حکیم صاحب حیدر آبادی نے حضرت امیر ملت کے قومی اور ملی کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور حضرت مولانا الحاج غلام جیلانی صاحب نے حضرت امیر ملت کی زندگی پر ایک لکھا ہوا مقالہ پڑھ کر سنایا۔ جناب قربان علی صاحب نظامی نے حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں قصیدہ پڑھ کر سنایا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ جناب محمد اسمٰعیل صاحب اور جناب صابر صاحب بھی کانفرنس کا دونوں نشستوں میں وقتاً فوقتاً بڑی خوش الحانی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نعت پیش کرتے رہے۔

(گوھر)

سرکارِ جماعتؒ

یہ نظم برادرِ طریقت خادم الفقراء خواجہ عزیز نظامی (ناظم حلقۂ تنظامیہ پاکستان نسبت روڈ لاہور) کی فرمائش پر لکھی گئی ہے جو ایڈیٹر "انوار الصوفیہ" حضرت مولنا غلام رسول صاحب گوہر نقشبندی باالقابہ کے قریبی عزیز ہیں اور یہ نظم بیس اکیس اکتوبر ۱۹۶۸ء کی درمیانی شب کو دوروزہ امیر ملت سانفرنس موچی دروازہ کے وسیع میدان میں پڑھی گئی۔ بعض اشعار پر حضرت سید اختر حسین صاحب قبلہ صدر سانفرنس نے بکمال مہربانی اظہار خوشنودی فرما کر فقیر کی حوصلہ افزائی فرمائی۔
(ڈاکٹر سید) قربان نظامی رضوی)

اک منبع انوار ہے، دربارِ جماعتؒ
فردوس کا گلزار ہے، گلزارِ جماعتؒ

تشریح بقا باللہ ہے اظہارِ جماعتؒ
تفسیر فنا فی اللہ ہے، گفتارِ جماعتؒ

ملت کو عمارت کا عطا جس نے کیا فخر
لاریب وہ عالم میں ہے سردارِ جماعتؒ

جس گھر سے ملا دہر کو فیضانِ مجدد
وہ نور کی سرکار ہے، سرکارِ جماعتؒ

کاٹا سرِ بدعت تنِ والا پاک دریا سے
آزاد رہی برسرِ شش تلوارِ جماعتؒ

لادینی کی دھوپ اُس کو ستائے بھلا کیونکر
جو آیا تہہ سایۂ دیوارِ جماعتؒ

لاکھوں کو سرِ دہر عطا نعمت دین کی
سُنّت کا سراپا بنا، کردارِ جماعتؒ

وہ نقش بنا نقشبند روحِ تصوف
جو نقش ہوا نقش بہ دیوارِ جماعتؒ

ہے سجدہ گہہ قلب و نظر ارضِ علی پور
آسودہ ہیں جب سے وہاں سرکارِ جماعتؒ

"لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند"
پھیلا دیے اللہ نے انوارِ جماعتؒ

صورت ہے مرے خواجۂ کونین کی تصویر
ما ینطق کا نور ہے، گفتارِ جماعتؒ

مجھ کو بھی ملا صدقۂ محبوب الٰہیؒ
دربار ہے دریا ہے، دربارِ جماعتؒ

قربان وہی پاک جماعت ہے علیؓ کی
ہیں جس میں جماعت سے علمدارِ جماعتؒ

ہمارا ماضی

امیر ملت مولانا حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ علی پوری

آپ بفضلہ تعالیٰ دنیائے اسلام میں ایک ممتاز حیثیت و عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ حضور کا اسم شریف جماعت علی عرف حافظ جی اور لقب امیر ملت محدث علی پوری ہے۔ عرب حضرات آپ کو ابوالعرب کہا کرتے تھے۔ آپ کا وطن مالوف موضع علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ ہے اور آپ کی برکت سے دنیا میں مشہور ہے اور علی پور شریف کہلاتا ہے۔ قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد آپ نے بڑے بڑے قابل اساتذہ سے معقول و منقول کی کتابیں پڑھیں اور اسناد حاصل کیں۔ پھر آپ نے امام السالکین پیشوائے واصلین حضرت قبلہ بابا جی فقیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ تراہی نقشبندی کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کو از حد ترقی دی۔ آپ کے خدام و مریدین کی تعداد چار لاکھ سے متجاوز ہے۔ جو کہ بلادِ مختلفہ میں آباد ہیں۔ آپ کے دستِ حق پرست پر کئی غیر مسلم تائب ہو کر مشرف باسلام ہوئے یہاں تک کہ لاہور کے آریہ سماجی اخبار "ملاپ" نے ایک مرتبہ امیر ملت علیہ الرحمتہ کی نسبت لکھا تھا کہ ان کی کوشش سے پچاس ہزار ہندوؤں نے کفر کی زنجیر توڑ کر اسلام قبول کیا۔

فتنۂ ارتداد کا مقابلہ

جب شدھی کا فتنہ اٹھا اور ہندوؤں کے تمام فرقوں نے مل کر حلقہ بگوشانِ اسلام کو جادۂ حق سے منحرف کرنے اور مسلمانوں کو ہندوستان سے مٹانے کے ناپاک ارادے سے ارتداد کی خطرناک تحریک چلائی تو اس وقت بھی آپ مردانہ وار میدان میں نکلے اور نہایت سرگرمی سے شدھی سنگٹھن کے خلاف کام شروع کیا اور انجمن خدام الصوفیہ کے تحت بھولے بھالے مسلمانوں کو دشمنانِ اسلام کی چالاکی و عیاری سے مطلع اور اسلامی اصولوں کی حقانیت و تقدیس سے آگاہ فرمایا۔ جگہ جگہ دینی مدارس کھولے۔ مدرس مقرر کیے۔ مبلغ تیار فرمائے۔ مساجد و کنوئیں اور شفا خانے تعمیر کرائے۔ تحدیث نعمت کے طور پر آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ " انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں کے اراکین نے اس مقدس کام (فتنۂ ارتداد کا سر کچلنے) میں جس قدر حصہ لیا اور جو کام کر دکھایا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور صفحۂ روزگار پر تا ابد درخشاں رہے گا"۔

تاریخی کرامت

۷ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے کہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے سفید میدان میں مرزائیوں کا تبلیغی کیمپ معروف

سوار تھا۔ اور بسرکردگی حکیم نور الدین روزانہ تبلیغ مرزائیت میں شر انگیز تقریریں ہوتی تھیں۔ مرزائیوں کا خیال تھا کہ تبلیغی دورہ سیالکوٹ تک کیا جائے گا۔ دوسری طرف کچھ فاصلہ پر دونوں سڑکوں کے مغربی تقاطع پر حضرت امیر ملت کا خیمہ نصب ہوا تھا اور علمائے اسلام پُر زور دینی دلائل سے مرزائیت کا رد فرما رہے تھے جبکہ حضرت صاحب قبلہ سرگرم مراقبت تھے۔ اور تقدیس باطنی سے مرزا کی موت کی خواستگاری بجناب باری جلسہ گاہ کا مطلع ومقطع بنا ہوا تھا۔ ۲۲ رمئی ۱۹۰۸ء کو شاہی مسجد لاہور میں امیر ملت نے ہلاکت مرزا کی بد دعا بڑی شدومد سے کرائی جس میں ہزاروں مسلمان شریک تھے اور یک زبان ہو کر التجا کرتے تھے کہ "یا اللہ اس ابتلائے قادیانی سے اسلام کو رہائی بخش اور اس کے شر سے بچا کر مسلمانوں کو راہِ راست پر قائم رکھ"۔ دعا پر آمین کی صدائیں ہر چہار طرف سے بلند ہوئیں۔ دعا کے علاوہ حضرت امیر ملت نے اثنائے وعظ میں فرمایا کہ ——

"میری عادت پیشین گوئی کرنے کی نہیں۔ مگر مجبوراً کہتا ہوں کہ اگر مرزا کو سیالکوٹ جانے کی طاقت ہے تو وہاں جا کر دکھلائے۔ میں کہتا ہوں وہ وہاں کبھی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس کو توفیق ہی نہیں دے گا کہ وہ سیالکوٹ جا سکے۔ اس سے پہلے ۱۹۰۷ء میں عبدالکریم کی موت سے وہ اپنی رسوائی دیکھ چکا ہے۔ اب سب لوگ گواہ رہو کہ مرزا بہت جلد ذلت و عذاب کی موت سے مارا جائے گا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مرزائیوں کو لاہور سے نکال کر جاؤں گا۔ کیونکہ یہ محمدیوں کے ایمانوں کا دشمن ہے۔"

بعد ازیں ۲۵ رمئی ۱۹۰۸ء کی شب کو آپ نے نہایت جوش سے کھڑے ہو کر فرمایا کہ

"ہم کئی روز سے مرزا کے مقابلے میں آئے ہوئے ہیں مبلغ پانچ ہزار روپے کا انعام بھی مقرر کیا ہے کہ جس طرح چاہے وہ ہم سے مناظرہ کرے یا مباہلہ کرے اور اپنی کرامتیں اور معجزے دکھائے لیکن وہ کسی طرح مقابلہ میں نہیں آتا۔ لہٰذا آج میں کہتا ہوں کہ آپ سب صاحبان دیکھ لیں گے کہ چوبیس گھنٹے کے اندر کیا ہوتا ہے"

ادھر آپ اتنے الفاظ کہہ کر بیٹھ گئے اُدھر رات کو مرزا ہیضہ سے بیمار ہو گیا اور دوپہر تک مر گیا۔

آلِ رسولؐ کی زبان سیف وسنان کی طرح کاٹتی ہوئی مرزا کی تمام امیدوں پر پانی پھیر گئی۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ پیشین گوئی یوں ہوتی ہے جس میں نہ تاویل کی ضرورت ہے نہ شرائط لگائے گئے ہیں۔ اور مزید لطف یہ ہے کہ مرزائیوں نے ہر ایک امر پر بحث کی ہے مگر یہ پیشین گوئی ابھی تک ویسی ہی ہے جیسی کہ ظاہر ہوئی تھی۔ کسی کو جرأت نہیں ہے کہ اس ہم تبرا نو خاتی ہا خامہ فرسائی کر کے اپنے ہذیان کا ثبوت دے۔ اس لئے ہم کہیں گے مرزا کی موت کا فوری سبب یہی پیشین گوئی ہے اور بس۔ مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے تحریر فرمایا کہ ہم پہلے تو اس پیشین گوئی کو معمولی سمجھتے تھے لیکن آخر وہ سب سے بڑھ کر نکلی۔ (الکاویہ علی الغاویہ ص ۳۴۵-۳۴۶)

تحریک آزادی کی رہنمائی۔

برصغیر کی تحریک آزادی وحصولِ پاکستان کی جد وجہد میں آپ نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کی خدمات سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل ہیں جس وقت یونینسٹ پارٹی مجلس احرار اور دیوبندی جمعیتہ العلماء کے نام نہاد علماء ہند و کانگرس کے ہمنوا و آلہ کار بن کر تحریک پاکستان کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اور انگریزوں کے بعد مسلمانوں کے گلے میں ہندوؤں کی دائمی غلامی کا پٹہ ڈالنے کے کوشاں تھے۔ اس وقت قائد اہل سُنّت حضرت امیر ملّت علیہ الرحمۃ قیام پاکستان کے سلسلے میں مجاہدانہ خدمات میں سرگرم عمل تھے۔ اور آپ کے پُرجوش بیانات نے تحریک آزادی میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔
۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ئہ میں بنارس میں آپ کی زیر صدارت عدیم النظیر تاریخی آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں تقریباً دو ہزار سُنّی بریلوی علماء نے شرکت فرمائی۔ اور مطالبۂ پاکستان کی پُرزور تائید وحمایت کی گئی۔
حضرت امیر ملّت نے جگہ جگہ مسلم لیگ و پاکستان کے لئے فضا ہموار کی۔ اور اپنے علاوہ مسلم لیگی لیڈروں کے ساتھ اپنے صاحبزادگان کو قریہ بہ قریہ روانہ فرما کر مطالبۂ پاکستان کی تائید وحمایت کا اعلان کرایا۔ اور آپ کی تحریک پر دیگر علماء ومشائخ اہل سُنّت نے بھی تحریک پاکستان میں پرجوش حصّہ لیا۔

جنگ آزادی

جنگ آزادی کے دوران میں ایک موقع پر آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ مسلمانو! اس وقت تمہارے سامنے دو جھنڈے ہیں۔ ایک اسلامی جھنڈا اور دوسرا کفر کا جھنڈا۔ جس میں کافروں اور مشرکوں کا غلبہ ہے اور ان کے عزائم اسلام ومسلمانوں کے خلاف نہایت خطرناک ہیں۔ لہذا جو شخص کفر کے اس کانگریسی جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ آپ کے اس اعلان پر مسلمانوں میں ایک نیا جوش وولولہ پیدا ہوا۔ اور یونینسٹوں احراریوں اور ابوالکلام آزاد وحسین احمد مدنی۔ عطاء اللہ بخاری وحبیب الرحمان لدھیانوی وغیرہ کانگرسی وہابی مولویوں کی کوششوں کے برعکس بالآخر مسلمان پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

تاریخ وصال

۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ بروز جمعرات علی پور میں ایک سو بیس برس کی مقدس عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ اور آپ کی عظیم الشان "مسجد نور" کے جنوب میں دارالعلوم نقشبندیہ کے متصل آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔ جہاں مزار شریف کی عظیم عمارت قریب تکمیل ہے۔

(نوٹ) امیر ملّت کانفرنس پر یہ مضمون تبرکاً شامل اشاعت ہے۔ کانفرنس کی اطلاع تاخیر سے ملنے کے باعث زیادہ گنجائش نہیں نکل سکی بعض حالات صفر المظفر میں شائع جماعت وعلامہ فضل حق نمبر میں پیش کئے جا چکے ہیں (ادارہ)
(اینگلو بہ رفقائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

ہدیہ تہنیت

بسلسلہ حج مبارک حضرت صاحبزادہ الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالی

(محمد ظہیر الدین اظہر، قلعہ گوجر سنگھ۔ لاہور)

بہ عزمِ خانۂ کعبہ مبارک — وفورِ شوق سے جانا مبارک

جمالِ انجمن آرا مبارک — متاعِ لطفِ نظّارہ مبارک

نشاطِ جلوۂ نورِ مجسّم — بہ دیدارِ شہِ بطحیٰؐ مبارک

کمالِ عمدگیٔ شوقِ دیدار — جمالِ دلبرِ یکتا مبارک

مرے آقا کی سُنّت کے مطابق — دیارِ مصطفےٰؐ جانا مبارک

بفیضِ قبلۂ عالم مکرر — ملی یہ نعمتِ عظمیٰ مبارک

نگاہِ لُطف کا طالب ہے اظہر

اسے بھی کچھ ملے صدقہ مبارک

مولانا ابوالنور محمد فاضل صاحب
کوہاٹی

گذارش احوال واقعی

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد ۱۹۰۱ء میں امیر ملت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری نے رکھی تھی۔ اعلیحضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی میں انجمن خدام الصوفیہ نے پاک و ہند کے ہر ضلع میں اپنی شاخیں قائم کر کے مسلمانوں کو دینی دنیوی ترقی و بہبود کی خاطر محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بے شمار خدمات انجام دیں۔ جن کو اگر تفصیلی شمار کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔

سید محمد نواز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے سید کریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے جن کے تین صاحبزادگان سید نجابت علی شاہ صاحب۔ سید جماعت علی شاہ صاحب۔ سید صادق علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم تھے۔

ان میں سے پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عالمی شہرت ہوئی۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۴۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ماہ اگست ۱۹۵۱ء میں وفات پائی۔

سید پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو خدمات انجام دیں۔ ان میں مسجد شہید گنج کے لئے کام و دینی مدارس کا قیام۔ تحریک خلافت۔ ہندوؤں کی فرقہ پرست شدھی تحریک کے خلاف جہاد۔ مسجدوں کی تعمیر۔ اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی امداد۔ علماء اور دینی اداروں کی سرپرستی۔ علی گڑھ یونیورسٹی اور انجمن حمایت اسلام کے لئے لاکھوں روپیہ چندہ کی امداد۔ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف جہاد۔ بڑے بڑے مسلمان لیڈروں سر سید احمد خاں۔ مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا شوکت علی اور قائد اعظم جیسی عظیم ہستیوں کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق حاصل کرنے کے لئے مالی و جانی تعاون حصول پاکستان کے لئے مسلم لیگ کے ساتھ ہر قسم کی امداد کرنا شامل ہیں۔ چنانچہ انہی مذہبی اور قومی خدمات کے لئے انجمن خدام الصوفیہ کوہاٹ میں بھی حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت ہر موقعہ پر اس قسم کی خدمات انجام دیتی رہی ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی ۱۹۵۶ء میں بچوں کی دینی و دنیاوی اصلاح و بہبود کے پیش نظر قرآن پاک

کی تعلیم حفظ ناظرہ و ترجمہ کے لئے انجمن خدام الصوفیہ کی شاخ کے طور پر ایک مدرسہ قائم کیا گیا۔ جسے دار العلوم نقشبندیہ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ مدرسہ بارہ سال سے کوہاٹ با قاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ اس مدرسہ سے کئی لڑکوں نے حفظ قرآن پاک کیا۔ سینکڑوں لڑکوں نے ناظرہ صحت کے ساتھ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی۔ لاتعداد لڑکے ترجمہ سیکھ رہے ہیں۔

یہ مدرسہ اب تک تو کرایہ کے ایک مکان میں چل رہا تھا۔ لیکن مدرسہ کے مہتمم حافظ الحاج حکیم محمد حیات صاحب کی مسلسل جدوجہد اور کوششوں کی بدولت اب مدرسہ کے لئے سات ہزار روپے میں ایک پلیٹ خرید لیا گیا ہے۔ یہاں پر دار العلوم نقشبندیہ کوہاٹ کی نئی عمارت تعمیر کی جائے گی۔ اس عمارت پر تقریباً پچیس ہزار روپے کی لاگت آئے گی۔ بلکہ زیادہ ہوگی۔ اب تک جس قدر اخراجات مثلاً کرایہ، بجلی کا خرچ، چٹائیاں، قرآن مجید، سی پارے۔ قاعدے۔ دینی مسائل کی کتابیں اور غریب بچوں کو ہر سال پچیس تیس جوڑے کپڑے چند مخیر حضرات کے تعاون سے حاصل ہوتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی یہ سلسلہ انشاء اللہ اسی طرح جاری رہے گا۔

دار العلوم نقشبندیہ کوہاٹ کی عمارت تعمیر کرنے کا جہاں تک سوال ہے ظاہر ہے کہ یہ کام ایک فرد واحد یا چند افراد کے بس کا روگ نہیں ہے۔ بلکہ یہ کام مفاد عامہ کا ہے۔ اور پوری قوم کو اس اہم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنا کردار ادا کرنا پڑے گا۔ اس طرح دار العلوم نقشبندیہ کی عمارت بہت جلد تعمیر ہو جائے گی۔ دار العلوم نقشبندیہ کی عمارت بہت جلد تعمیر ہو جائے گی۔ دار العلوم نقشبندیہ کوہاٹ کے پیش نظر اس وقت منجملہ دیگر مقاصد کے تین مقاصد ہیں۔

۱۔ بچوں کے لئے قرآن پاک کی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے مدرسہ نقشبندیہ کی تعمیر۔
۲۔ فری ڈسپنسری کا قیام۔
۳۔ غریب اور نادار بچوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے امدادی وظائف دینا۔

دار العلوم نقشبندیہ کوہاٹ کو یہاں کی مشہور و معروف شخصیتوں کا تعاون حاصل ہے۔ اس مدرسہ کے عہدہ دار مندرجہ لوگ ہیں۔

۱۔ صدر ـــــ پیر سید مہر عالم شاہ صاحب بنوری خطیب ضلع کوہاٹ
۲۔ اسسٹنٹ صدر۔ حاجی محمد عبد اللہ صاحب ٹھیکیدار۔
۳۔ جنرل سیکرٹری۔ سید محمود شوکت صاحب ایم اے۔ بی ٹی
۴۔ جائنٹ سیکرٹری۔ حافظ حکیم الحاج محمد حیات صاحب۔

اطلاعات یاران طریقت

بلو دانہ: موضع بلو دانہ ضلع جھنگ مورخہ ۱۳/۱۴ر اکتوبر ۔ بروز جمعرات ۔ جمعہ حضرت قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عرس شریف ہوا۔

علی پور شریف سے زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین جوہر الملت مولٰنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم و زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین رئیس المتکلمین مولٰنا الحاج پیر سید البشیر حسین شاہ صاحب و حضرت مولٰنا حافظ غلام رسول صاحب صدر المدرسین مدرسہ نقشبندیہ تشریف لائے۔

بروز جمعرات بوقت شب بعد از نماز عشاء اس گاؤں کی مسجد میں جو نہایت وسیع اور خوبصورت ہے۔ جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن صوفی محمد یعقوب صاحب خادم آستانہ جماعتیہ علی پوری نے کی۔ بعد از اں الحاج صوفی میاں محمد دین صاحب جماعتی نقشبندی قصوری نے مولٰنا غلام رسول صاحب گوہر کا لکھا ہوا قصیدہ "اے پناہ بیکساں اے حامیِ دینِ خدا" پڑھا۔ جس سے حاضرین اس قدر محظوظ و مسرور ہوئے کہ اس کا اندازہ لفظوں میں کرنا بہت دشوار ہے۔ پھر چند ایک نعت خوانوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں ہدیہ نعت پیش کیا۔

اس کے بعد حضرت مولٰنا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے سٹیج پر تشریف لانے کے وقت نعرہ ہائے تکبیر سے بلو دانہ کی سرزمین گونج اٹھی۔ آپ نے خطبۂ مسنونہ پڑھ کر پورے تین گھنٹے نماز کے موضوع پر وعظ فرمایا۔ اس موضوع میں آپ نے وہ نکات بیان فرمائے جو نہایت نفیس اور آپ کے تبحرِ علمی کا نتیجہ تھے۔

آپ کے بعد حضرت مولٰنا غلام رسول صاحب صدر مدرس علی پور شریف نے معیت صادقین پر وعظ فرمایا۔ قریباً بارہ بجے یہ نورانی مجلس صلوٰۃ وسلام اور دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرے روز بروز جمعۃ المبارک تلاوتِ قرآن کے بعد جلسہ کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ دس بجے نعت خوانی ہوتی رہی۔

بعد ازاں حضرت مولٰنا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ نے بارہ بجے تک فضائل اولیاءؒ پر وعظ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت مولٰنا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے مسئلہ نور

اور احتیاط الظہر کے اثبات میں مدلّل وعظ فرمایا۔ قریباً دو بجے نماز جمعہ ادا کی گئی۔ (نور محمد بکو والہ)

مقبول پور چک ۳۴۸ ج ب

موضع مقبول پور چک ۳۴۸ ج ب مورخہ ۵-۶ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار حضرت مولٰنا الحاج پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رضی اللہ تعالےٰ کے اہتمام وسعی سے حسب دستور سابق زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ کا سالانہ عرس شریف منعقد ہوا۔ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولٰنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے صدارت فرمائی۔ مورخہ ۵ ر اکتوبر ہفتہ کی شب کو عشاء کی نماز کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔

قاری مولوی عبد الغفور صاحب وقاری مولوی غلام رسول صاحب مقبول پوری نے تلاوت قرآن فرمائی الحاج محمد دین صاحب وچوہدری صوفی محمد اسمٰعیل صاحب نے دربار رسالت میں ہدیۂ نعت اور درود وسلام پیش کیا۔ حاجی محمد دین صاحب نے گوہر صاحب کا لکھا ہوا حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان میں نہایت مقبول اور نورانی قصیدہ پڑھ کر سنایا۔ جس سے تمام حاضرین نہایت محظوظ ومسرور ہوئے اور ان کے ایمان اور عقیدت میں تازگی آگئی۔

ان کے بعد حضرت مولٰنا غلام رسول صاحب صدر مدرس علی پوری نے اولیاء اللہ کے فضائل پر ایک جامع اور نہایت پُر اثر اور مدلّل تقریر فرمائی۔ ان کے بعد زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولٰنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے مسئلہ نور پر بصیرت افروز اور جامع وعظ فرمایا۔ اور وہابیہ و دیابنہ کا کتاب وسنت کی روشنی میں معقول رد فرمایا۔ اور ان کو چیلنج کیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے پر جو میں نے دلائل پیش کئے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی کسی ایک دلیل کا بھی جواب دے۔ تو میں اس کو دس ہزار روپے نقد انعام دوں گا۔

یہ جلسہ قریباً ایک بجے درود وسلام پر اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے روز ۹ بجے تلاوت قرآن کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ نعت خوانی کے بعد مولٰنا محمد فاضل صاحب سلیب گوجرانوالہ نے معراج النبیؐ کے موضوع پر وعظ کیا۔

بعد از ا[illegible] حضرت مولٰنا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ نے معیت صادقین پر قریباً دو گھنٹے پُر تاثیر اور [illegible] وعظ فرمایا۔ جس سے حاضرین کے قلوب نہایت متاثر ہوئے۔ تقریر کے ضمن میں خلاف شرع جعلی [illegible] کا خوب رد فرمایا۔

آپ کے بعد حضرت مولٰنا [illegible] محمد طفیل شاہ صاحب نے بھی فضائل اولیاء پر مختصر تقریر فرمائی

بعد ازاں بابا شہاب الدین صاحب جو حضرت سید محمد طفیل شاہ صاحب کے مریدین سے ہیں۔ اور نہایت صالح مرد ہیں۔ حضرت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کی معاونت سے حضرت سید محمد طفیل شاہ صاحب نے ان کے سر پر دستار خلافت باندھی۔

بعد ازاں ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔ اور درود و سلام پر یہ مبارک جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس سال پہلے سالوں کی نسبت بہت لوگ دور دراز سے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ لنگر کا انتظام نہایت وسیع اور پُرتکلف تھا۔ (کرامت علی شاہ)

موضع پین کے

موضع پین کے جو مقبول پورہ سے قریباً تین میل کی مسافت پر ہے۔ مولوی محمد اسحاق صاحب کے اہتمام سے حسب سابق ان کے والد ماجد مولوی اللہ رکھا صاحب جماعتی نقشبندی کا عرس شریف مورخہ ۲ اکتوبر بروز سوموار ہوا۔

ایک اجلاس ظہر کی نماز کے بعد ہوا۔ سارا پنڈال حاضرین سے پُر تھا۔ تلاوت قرآن کے بعد حاجی محمد دین صاحب نے قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں حضرت مولانا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے قریباً ساڑھے تین گھنٹے تک مسئلہ نور پر تقریر فرمائی۔ اور وہابیوں کے تمام اعتراضات کا ذکر فرما کر ان کے دنداں شکن جواب دئیے۔

رات کو عشاء کی نماز کے بعد تلاوت قرآن کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ جناب حاجی صوفی میاں محمد دین صاحب اور جناب چوہدری محمد اسماعیل صاحب اور خادم آستانہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب اور صوفی عبدالکریم صاحب موضع مرڑ کلاں چک ۴۲ ضلع شیخوپورہ نے نعت خوانی کی۔ رات کے جلسہ میں عالی جناب مولانا پیر دلبر حسین شاہ صاحب چوراہی بھی تشریف فرما تھے۔

نعت خوانی کے بعد حضرت مولانا غلام رسول صاحب گوہر نے فضائل قرآن اور اتباع سُنّت و شریعت پر نہایت جامع تقریر فرمائی۔

بعد ازاں ختم شریف پڑھ کر ہدیہ درود و سلام پر جلسہ ختم ہوا۔ (محمد شریف پین کے)

پشاور

۳۰ اگست بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب بر مکان جناب قبلہ حافظ سلطان احمد صاحب خلیفہ مجاز سرکار علی پوری — جناب حضرت زبدۃ العارفین امام العاشقین سراج السالکین امیر الملت قدس سرہٗ العزیز کا یوم وصال بڑے تزک و احتشام اور دھوم دھام سے منایا گیا۔

جناب قبلہ حافظ صاحب نے سب سے اول درود ہزارہ کا ختم [illegible] پڑھا گیا۔ بعد میں ختم خواجگان و شجرہ شریف و نعت خوانی کی گئی۔ پشاور کے یاران طریقت نے [illegible] سے شمولیت کی۔ پھل اور پھول پر

فاتحہ خوانی کی گئی۔ جو کہ یاران طریقت میں تقسیم کئے گئے۔

اس کے بعد خاص قسم کا ہریسہ جو کہ سرکار علی پوری کی پسندیدہ غذا تھی وہ تیار کیا گیا تھا جو تمام مہمانوں کو کھلایا گیا۔ یاران طریقت نے بہت پسند کیا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔

سب یارانِ طریقت نے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ جناب شمس الملت مدظلہ العالیٰ کو عمر اور طاقت کلی عطا فرمائے۔ اور دربار شریف کو آباد رکھے۔ اور حافظ صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے تاکہ خدمت یارانِ طریقت کرتے رہیں۔ (ملا محمد جماعتی۔ دوکاندار آسامائی گیٹ۔ پشاور شہر)

احمد آباد احمد آباد میں ہر سال کے مطابق اس سال بھی ۲۵ر اگست ۱۹۶۶ء بروز اتوار دن میں بی بی جی جھلنا سارہ کی مسجد میں زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضور قبلہ عالم امیر ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منایا گیا۔

اس عرس مبارک کی تقریبات میں حضرت پیر محمد طاہر صاحب مراد آبادی۔ حضرت حاجی امام الدین صاحب دہلوی خلیفہ مجاز اور ہمو باد کے خلیفہ قاضی سید محمد حسین صاحب نے شرکت فرما کر عرس شریف کی اور بھی رونق بڑھا دی۔

دیگر سب خلیفہ صاحبان نے سب پیر بھائیوں نے اہل محبان و عقیدتمند حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت فرمائی تھی۔ دن میں ایک بجے سب کو مسجد میں پہنچ جانے کی تاکید کی گئی تھی۔

قرآن شریف کا ختم۔ ختم خواجگان و حلقہ اور وعظ و نعت شریف سلام و دعا کے بعد تقریباً شام کو سات بجے مسجد میں ہی نیاز کھلانے کا پورا انتظام کیا گیا تھا۔

(خلیفہ خادم الفقراء عبد الرحیم۔ ہرسولیہ نقشبندی جماعتی ہمت نگر والے)

اخبار آستانہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین شمس الملت حضرت مولٰنا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کراچی رونق افروز ہیں۔ عالی جناب حضرت جوہر الملت چک ۲۷۹ ہور د تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولٰنا الحاج معین [illegible] پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب و حضرت مولٰنا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب و حضرت مولٰنا الحاج پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب و دیگر حضرات علی پور شریف مقیم ہیں۔ آستانہ عالیہ میں ہر طرح سے خیر و [illegible] ہے۔ حضرت مولٰنا الحاج سراج الملت پیر سید [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس شریف مورخہ ۱۶ر اکتو[illegible]

اطلاعات یاران طریقت

بلووانہ: موضع بلووانہ ضلع جھنگ مورخہ ۲۳ ؍ اکتوبر ۔ بروز جمعرات ۔ جمعہ حضرت قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عرس شریف ہوا۔

علی پور شریف سے زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین جوہر الملت مولنٰنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب صاحب سجادہ و زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین رئیس المتکلمین مولنٰنا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب و حضرت مولنٰنا حافظ غلام رسول صاحب صدر المدرسین مدرسہ نقشبندیہ تشریف لائے۔

بروز جمعرات بوقت شب بعد از نماز عشاء اس گاؤں کی مسجد میں جو نہایت وسیع اور خوبصورت ہے۔ جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن صوفی محمد یعقوب صاحب خادم آستانہ جماعتیہ علی پوری نے کی۔ بعد ازاں الحاج صوفی میاں محمد دین صاحب جماعتی نقشبندی قصوری نے مولنٰنا غلام رسول صاحب گوہر کا لکھا ہوا قصیدہ "اے پناہ بیکساں اے حامئ دین خدا" پڑھا۔ جس سے حاضرین اس قدر محظوظ و مسرور ہوئے کہ اس کا اندازہ لفظوں میں کرنا بہت دشوار ہے۔ پھر چند ایک نعت خوانوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالی میں ہدیہ نعت پیش کیا۔

اس کے بعد حضرت مولنٰنا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے سٹیج پر تشریف لانے کے وقت نعرہ ہائے تکبیر سے بلووانہ کی سرزمین گونج اٹھی۔ آپ نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر پورے تین گھنٹے نماز کے موضوع پر وعظ فرمایا۔ اس موضوع میں آپ نے وہ نکات بیان فرمائے جو نہایت نفیس اور آپ کے تبحر علمی کا نتیجہ تھے۔

آپ کے بعد حضرت مولنٰنا غلام رسول صاحب صدر مدرس علی پور شریف نے معیت صادقین پر وعظ فرمایا۔ قریباً بارہ بجے یہ نورانی مجلس صلوٰۃ وسلام اور دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرے روز بروز جمعۃ المبارک تلاوت قرآن کے بعد جلسہ کی دوسری نشست کا آغاز ہوا اور دس بجے تک نعت خوانی ہوتی رہی۔

بعد ازاں حضرت مولنٰنا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ نے بارہ بجے تک فضائل اولیاءؒ پر مدلل وعظ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت مولنٰنا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے مسئلہ نور

اور احتیاطاً الظہر کے اثبات میں مدلّل وعظ فرمایا۔ قریباً دو بجے نماز جمعہ ادا کی گئی۔ (نور محمد بگووانہ)

مقبول پور چک ۳۴۸ ج ب

موضع مقبول پور چک ۳۴۸ ج ب مورخہ ۵/۶ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار حضرت مولٰنا الحاج پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیرملت محدث علی پوری رضی اللہ تعالےٰ کے اہتمام دستی سے حسب دستور سابق زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین امیرملت محدث علی پوری قدس سرہٗ کا سالانہ عرس شریف منعقد ہوا۔ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت مولٰنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے صدارت فرمائی۔ مورخہ ۵ر اکتوبر ہفتہ کی شب کو عشاء کی نماز کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔

قاری مولوی عبد الغفور صاحب وقاری مولوی غلام رسول صاحب مقبول پوری نے تلاوت قرآن فرمائی۔ الحاج محمد دین صاحب وچوہدری صوفی محمد اسمٰعیل صاحب نے دربار رسالت میں ہدیۂ نعت اور درود وسلام پیش کیا۔ حاجی محمد دین صاحب نے گوہر صاحب کا لکھا ہوا حضرت امیرملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان میں نہایت مقبول اور نورانی قصیدہ پڑھ کر سنایا۔ جس سے تمام حاضرین نہایت محظوظ ومسرور ہوئے اور ان کے ایمان اور عقیدت میں تازگی آگئی۔

ان کے بعد حضرت مولٰنا غلام رسول صاحب صدر مدرس علی پوری نے اولیاء اللہ کے فضائل پر ایک جامع اور نہایت موثر اور مدلّل تقریر فرمائی۔ ان کے بعد زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولٰنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے مسئلہ نور پر بصیرت افروز اور جامع وعظ فرمایا۔ اور وہابیہ و دیابنہ کا کتاب وسنت کی روشنی میں معقول رد فرمایا۔ اور ان کو چیلنج کیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے نور ہونے پر جو میں نے دلائل پیش کئے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی کسی ایک دلیل کا بھی جواب دے۔ تو میں اس کو دس ہزار روپے نقد انعام دوں گا۔

یہ جلسہ قریباً ایک بجے درود وسلام پر اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے روز ۹ بجے تلاوت قرآن کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ نعت خوانی کے بعد مولٰنا محمد فاضل صاحب خطیب گوجرانوالہ نے معراج النبیؐ کے موضوع پر وعظ کیا۔

بعد ازاں حضرت مولٰنا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ نے معیت صادقین پر قریباً دو گھنٹے پُرتاثیر اور مدلّل وعظ فرمایا۔ جس سے حاضرین کے قلوب نہایت متاثر ہوئے۔ تقریر کے ضمن میں خلاف شرع جعلی پیروں کا بھی خوب رد فرمایا۔

آپ کے بعد حضرت مولٰنا الحاج سید محمد طفیل شاہ صاحب نے بھی فضائل اولیاء پر مختصر تقریر فرمائی۔

بعدازاں بابا شہاب الدین صاحب جو حضرت سید محمد طفیل شاہ صاحب کے مریدین سے ہیں۔ اور نہایت صالح مرد ہیں۔ حضرت مولٰنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کی معاونت سے حضرت سید محمد طفیل شاہ صاحب نے ان کے سر پر دستار خلافت باندھی۔

بعد ازاں ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔ اور درود و سلام پر یہ مبارک جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس سال پہلے سالوں کی نسبت بہت لوگ دور دراز سے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ لنگر کا انتظام نہایت وسیع اور پُرتکلف تھا۔ (کرامت علی شاہ)

موضع پنن کے

موضع پنن کے جو مقبول پورہ سے قریبًا تین میل کی مسافت پر ہے۔ مولوی محمد اسحاق صاحب کے اہتمام سے حسب سابق ان کے والد ماجد مولوی اللہ رکھا صاحب جماعتی نقشبندی کا عرس شریف مورخہ ۷ر اکتوبر بروز سوموار ہوا۔

ایک اجلاس ظہر کی نماز کے بعد ہوا۔ سارا پنڈال حاضرین سے پُر تھا۔ تلاوت قرآن کے بعد حاجی محمد دین صاحب نے قصیدہ پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں حضرت مولٰنا الحاج جوہر الملّت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے قریبًا ساڑھے تین گھنٹے تک مسئلہ نور پر تقریر فرمائی۔ اور وہابیوں کے تمام اعتراضات کا ذکر فرما کر ان کے دنداں شکن جواب دیئے۔

رات کو عشاء کی نماز کے بعد تلاوت قرآن کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ جناب حاجی صوفی میاں محمد دین صاحب اور جناب چوہدری محمد اسماعیل صاحب اور خادم آستانہ جناب مولوی محمد یعقوب صاحب اور صوفی عبدالکریم صاحب موضع مرڑ کلاں چک ۴۲ ضلع شیخوپورہ نے نعت خوانی کی۔ رات کے جلسہ میں عالیجناب مولٰنا پیر دلبر حسین شاہ صاحب چوراہی بھی تشریف فرما تھے۔

نعت خوانی کے بعد حضرت مولٰنا غلام رسول صاحب گوہر نے فضائل قرآن اور اتباع سُنّت و شریعت پر نہایت جامع تقریر فرمائی۔

بعدازاں ختم شریف پڑھ کر ہدیۂ درود و سلام پر جلسہ ختم ہوا۔ (محمد شریف پنن کے)

پشاور

۳۰ر اگست بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب بر مکان جناب قبلہ حافظ سلطان احمد صاحب خلیفہ مجاز سرکار علی پوری - جناب حضرت زبدۃ العارفین امام العاشقین سراج السالکین امیر الملّت قدس سرہٗ العزیز کا یوم وصال بڑے تزک و احتشام اور دھوم دھام سے منایا گیا۔

جناب قبلہ حافظ صاحب نے سب سے اول درود ہزارہ کا ختم شریف کیا۔ بعد میں ختم خواجگان وغیرہ شریف و نعت خوانی کی گئی۔ پشاور کے یاران طریقت نے کثرت سے شمولیت کی۔ پھل اور پھول پر

فاتحہ خوانی کی گئی۔ جو کہ یاران طریقت میں تقسیم کئے گئے۔

اس کے بعد خاص قسم کا ہریسہ جو کہ سرکار علی پوری کی پسندیدہ غذا تھی وہ تیار کیا گیا تھا جو تمام مہمانوں کو کھلایا گیا۔ یاران طریقت نے بہت پسند کیا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔

سب یاران طریقت نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ جناب شمس الملت مدظلہ العالیٰ کو عمر اور طاقت کلی عطا فرمائے۔ اور دربار شریف کو آباد رکھے۔ اور حافظ صاحب کو عمر درازعطا فرمائے تاکہ خدمت یاران طریقت کرتے رہیں۔ (ملا محمد جماعتی۔ ڈاکخانہ آسامائی گیٹ۔ پشاور شہر)

احمد آباد احمد آباد میں ہر سال کے مطابق اس سال بھی ۲۵ اگست ۱۹۶۸ء بروز اتوار دن میں بی بی جی جھنساہ رہ کی مسجد میں زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضور قبلہ عالم امیر ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس منایا گیا۔

اس عرس مبارک کی تقریبات میں حضرت پیر محمد طاہر صاحب مراد آبادی۔ حضرت حاجی امام الدین صاحب دہلوی خلیفہ مجاز اور بھو پال کے خلیفہ قاضی سید محمد حسین صاحب نے شرکت فرما کر عرس شریف کی اور بھی رونق بڑھادی۔

دیگر سب خلیفہ صاحبان نے سب پیر بھائیوں نے اہل محبان وعقیدتمند حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت فرمائی تھی۔ دن میں ایک بجے سب کو مسجد میں پہنچ جانے کی تاکید کی گئی تھی۔

قرآن شریف کا ختم۔ ختم خواجگان و حلقہ اور وعظ و نعت شریف سلام و دعا کے بعد تقریباً شام کو سات بجے مسجد میں ہی نیاز کھلانے کا پورا انتظام کیا گیا تھا۔

(خلیفہ خادم الخلفاء عبدالرحیم۔ ہرولیہ نقشبندی جماعتی ہمت نگر والے)

اخبار آستانہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین شمس الملت حضرت مولٰنا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کراچی رونق افروز ہیں۔ عالی جناب حضرت جوہر الملت چک ۲۷۹ تشریف فرما ہیں۔ حضرت مولٰنا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب وحضرت مولٰنا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب وحضرت مولٰنا الحاج پیر سید تبیر حسین شاہ صاحب و دیگر حضرات علی پور شریف مقیم ہیں۔ آستانہ عالیہ میں ہر طرح سے خیر و عافیت ہے۔ حضرت مولٰنا الحاج سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس شریف مورخہ ۱۷ اکتوبر کو ہوا۔

ایڈیٹر کی والدۂ ماجدہ وفات پاگئیں

میری والدہ محترمہ جو کئی سالوں سے دائم المریض اور صاحب فراش تھیں، اور چک ۴۲ مرادہ کلاں میں میرے چھوٹے بھائی محمد شریف کے پاس رہتی تھیں۔ ۲ اکتوبر رات کو قریباً گیارہ بجے رحلت فرما گئی ہیں۔ والدہ کا ظل عاطفت اگرچہ وہ کتنی ہی معمرہ اور بوڑھی ہوں اولاد کے لئے اگرچہ وہ بھی عمر رسیدہ بوڑھی ہو چکی ہو باعث صد برکت ہے۔

ان کی وفات سے ہم تین بھائی اور تین بہنیں اپنے دلوں میں جو خلا محسوس کر رہے ہیں۔ اس کا پُر ہونا بہت دشوار نظر آتا ہے۔ ان کے وجود کی سب سے بڑی نعمت اور خوبی یہ تھی کہ ہم بہن بھائیوں میں اُلفت و محبت خیر خواہی اور میل ملاپ کی وہی کیفیت تھی۔ جو بہن بھائیوں میں عہد طفولیت اور بچپن میں ہوتی ہے۔

آج ہم جب اپنی والدہ کی دلی شفقتوں اور عنایات و محبت کی مسرور کن ہواؤں کو یاد کرتے ہیں تو بے اختیار آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ہماری والدہ کو تمام گاؤں والے جن میں انہوں نے بچپن سے آخیر قریباً ایک سو سال تک عمر گذاری سب نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ لوگوں کا کسی کو اس کے مرنے کے بعد نیک کہنا اس کے جنتی ہونے کی نشانی ہے۔

والدہ صاحبہ پاکستان بننے کے بعد دو تین سال تندرست رہیں۔ اس کے بعد ایسی بیمار ہوئیں کہ چلنے پھرنے اور اپنے ہاتھ سے کھانے پینے سے بھی معذور ہوگئیں۔ بیماری کے اس طویل عرصے میں میرے چھوٹے بھائی محمد شریف اور میری بہنوں بالخصوص بڑی بہن بیگاں نے جو والدہ کی خدمت کی وہ بہت بڑا جہاد ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ سب سے چھوٹے بھائی بابو محمد قاسم صاحب ایس ڈی او محکمہ برقیات نے والدہ صاحبہ کو تابوت میں رکھ کر دفن کیا۔ اور قبر بھی پکی بنوائی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو بھی اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

جملہ قارئین سے استدعا ہے کہ میری والدہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو جنت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین (غمزدہ ایڈیٹر)

معذرت:۔ بعض ناگزیر مصروفیتوں کی وجہ سے شمارہ ہذا اکتوبر و نومبر کا غیر معمولی تاخیر کے ساتھ بصد معذرت پیش کیا جا رہا ہے۔ خریدار حضرات چندے کے حساب میں اس کو صرف ایک ماہ کا رسالہ شمار کریں۔ آئندہ انشاء اللہ ہر ماہ ٹھیک وقت پر پیش ہوتا رہے گا۔ (گوھر)

مکتبہ انوار الصوفیہ کی مندرجہ ذیل کتب خرید کر ادارہ کی معاونت کریں

ملفوظات امیرِ ملت ۔ حضرت امیرِ ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ العزیز کی دل افروز اور ایمان کو تازہ کرنے والی اور حکمت آفرین باتوں کا مجموعہ ہے جس کا ہر پیر بھائی کو پڑھنا اور مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ رعایتی قیمت ۱۰۰۰ ڈور روپے

افضل الرسل ۔ حضور پُر نور سید یوم النشور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صوری و معنوی محاسن و محامد اور کمالات و فضائل میں حضرت مولانا سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے۔ جو تمام کتب سیر اور احادیث کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ قیمت .... دو روپے

کراماتِ امیرِ ملت ۔ حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کی کرامات اور خوارق عادات کا مجموعہ ہے جس کو جناب مولانا الحاج نجفی صاحب مہاجر مدینہ منورہ نے تصنیف کیا ہے۔ قیمت .... دو روپے

برکاتِ علی پور ۔ مؤلفہ مولانا خیر شاہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک تصنیف ہے۔ جن میں حضرت امیرِ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر و حضر کے حالات اور اس کے علاوہ تصوف و طریقت کے کئی ضروری مسائل جمع کئے گئے ہیں۔ ایک عرصے سے نایاب تھی۔ حال ہی میں چھپی ہے۔ قیمت .... دو روپے

نور الہدیٰ فی آباء المصطفیٰ ۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین اور آپؐ کے جمیع آباء و اُمہات تا آدمؑ و حواؑ کے باایمان ہونے میں لاجواب کتاب ہے۔ اس کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ قیمت .... دو روپے

غوثِ اعظم ۔ پیران پیر غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے حالات میں یہ کتاب اپنا جواب نہیں رکھتی اور سوادِ اہلِ سُنت و جماعت جو آپ کی نیاز گیارہویں کے نام سے دیتے ہیں اس کے منکرین کو دندان شکن جواب دے کر اس کا جواز بلکہ استحسان ثابت کیا ہے۔ قیمت .... ایک روپیہ

زکوٰۃ فنڈ سے رسالہ کی امداد کیجئے ۔ دفتر میں مختلف دینی مدارس کے طلباء کے خطوط آئے ہیں کہ وہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں ان کے نام ایک سال کے لئے مخیر حضرات زکوٰۃ سے رسالہ انوار الصوفیہ جاری کروائیں۔ ادارہ منتظر ہے کہ قارئین کرام سے کون حضرات ان غریبوں کے نام رسالہ جاری کرنے کے لئے زکوٰۃ سے رقوم ارسال کرتے ہیں۔ جو صاحب اس مد میں کوئی رقم ارسال کریں گے ان کا ذکر رسالہ میں کیا جائے گا۔ اور جن کے نام رسالہ جاری ہوگا اس کا پتہ اور نام بھی شائع کیا جائے گا۔

محمود بوٹی میں عرس ۔ سید کرامت علی شاہ صاحب کے اہتمام سے ۹ نومبر بروز ہفتہ حضرت امیرِ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس تشریف ہوا۔ مولانا الحاج پیر سید محمد طفیل شاہ صاحب نے صدارت فرمائی۔ مولانا غلام رسول گوہر قصوری نے شانِ اولیاء پر مدلل وعظ کیا۔ اور جناب صوفی حاجی محمد دین صاحب اور صوفی محمد اسماعیل صاحب قصوری نے نعت خوانی کی۔ رات کو تقریباً بارہ بجے جلسہ ختم ہوا۔ (محمد دین)